مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اچھی ہے ✤

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کے ہاں ۱۷ر اکتوبر سنہ ۲۸ء دختر نیک اختر تولد ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ اِس خوشی میں ۱۸ر اکتوبر کو جملہ دفاتر اور سکولوں میں چھٹی کی گئی ✤

مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری ۱۷ر اکتوبر کشمیر سے واپس آئے۔ اور ۲۰ر کو آریہ سماج گجرات کی مذہبی کانفرنس میں شمولیت کے لئے بھیجے گئے۔ وہاں مناظرہ کا بھی امکان ہے ✤

مفتی محمد صادق صاحب سلسلہ کے بعض ضروری کاموں کے سرانجام دینے کے لئے گورداسپور، امرتسر، جالندھر، انبالہ گئے تھے۔ دس روز کے بعد واپس آئے۔ اور اب پھر لاہور جانے والے ہیں ✤

مکتوب امریکہ

مبلغ اسلام کے حالاتِ سفر

میں ۲۱ر مئی سنہ ۱۹۲۸ء بحکم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ امریکہ روانہ ہوا۔ ۲۷ر مئی کو مدراس سے جہاز پر سوار ہوا۔ پورٹ سعید تک سمندر میں غیر معمولی طور پر تلاطم تھا۔ لہریں جہاز کے اوپر کی چھت تک پہونچ جاتی تھیں۔ اکثر مسافر بیمار ہو گئے تھے۔ مگر الحمد للہ ۲۱ جون بخیر و عافیت ہم مارسیلز پہنچ گئے ✤

پنڈی چری سے ایک عیسائی گریجوایٹ ہمارے ہم سفر ہوئے وہ رومن کیتھلک فرقہ کے ساتھ تعلق رکھتے تھے۔ ایک دن بوقت شب وہ عبادت کی تیاری کرنے لگے۔ تو میں نے پوچھا۔ آپ کیا عبادت کرتے ہیں۔ کیا مجھے بتا سکتے ہیں۔ انھوں نے کہا۔ میں چار زبانوں میں دعا کیا کرتا ہوں۔ اور مشہور و معروف Lord's prayer انجیل کی دعا سنائی۔ جس میں عیسائی روزانہ روٹی مانگتے ہیں۔ میں نے کہا۔ کیا آپ دعا میں روٹی مانگتے ہیں۔ کہنے لگے۔ نہیں یہ روٹی نہیں جو ہم کھاتے ہیں۔ اس سے مراد وہ روٹی ہے۔ جو واقعہ صلیب کے بعد خداوند مسیح زندہ ہو کر اپنے حواریوں کے ہمراہ کھانے لگے تھے۔ اور شراب دیکر حواریوں سے کہا تھا۔ یہ میرا خون ہے۔ میں نے کہا۔ کیا وہ شراب خون ہو گئی تھی انھوں نے کہا۔ اصل میں وہ خون ہی تھا۔ یہ سب ایمانیات کی باتیں تھیں۔ اور میں آپ سے سچ کہوں۔ میں نے ان باتوں کو سمجھا ہی نہیں۔ میں نے کہا۔ ایسی بات کوئی بھی نہیں سمجھ سکتا۔

مارسیلز سے ہم انگلستان جا رہے تھے۔ دوران سفر میں ایک شخص نے مجھ سے پوچھا۔ کیا آپ شراب تو نہیں پیتے؟ اور مجھ سے نفی میں جواب سنکر

اقتباسات

دہلی میں مولوی ظفر علی صاحب کی تواضع

مولانا ظفر علی صاحب کے ساتھ سخت بدسلوکی کا برتاؤ کیا گیا اور باوجود ان کی انتہائی لجاجت اور خوشامد کے بھی لوگوں نے "نہیں سنتے نہیں سنتے" کا شور جاری رکھا۔ مولانا ظفر علی خاں نے اپنا عمامہ اتار کر سر جھکا دیا۔ لیکن بایں ہمہ عجز و انکساری کے بھی ان کا کوٹ پکڑ کر ممبر پر سے گھسیٹ لیا گیا۔ اور ان کو دھکے دیتے ہوئے امام صاحب کے حجرے تک لے گئے۔ اگر چند مسلمان ان کو اپنے حلقہ میں نہ لے لیتے تو بہت ممکن تھا کہ مولانا کو مزید نقصان پہنچ جاتا۔ ڈاکٹر انصاری صاحب کے ساتھ بھی انتہائی بدسلوکی کی گئی۔ بعض قومی کارکنان کے منہ پر تھوکا بھی گیا۔ بار بار "غدار۔ ہندوؤں کے غلام ہو" کے الفاظ استعمال کئے گئے۔ چندوں کے حساب کا مطالبہ کیا گیا۔

—— ۲ —— (الجمعیۃ ۱۶ اکتوبر)

جب اس کشمکش کو تقریباً پون گھنٹہ گزر گیا۔ کہ مولانا ظفر علی خاں وغیرہ ممبر پر کھڑے ہو کر تقریر کرنے کے لئے بضد تھے۔ اور مجمع نہ سننے کے لئے مصر تھا۔ تو جناب امام صاحب نے اس خیال سے کہ کہیں مسجد میں تصادم نہ ہو جائے۔ کیونکہ جوش بڑھ رہا تھا۔ مولانا ظفر علی خاں سے استدعا کی کہ آپ ممبر سے تشریف لے آئیے۔ کہیں فساد نہ ہو جائے۔ اس پر مولانا ظفر علی خاں صاحب نے کہا۔ کہ آپ فساد کرائیں گے۔ تو ہو گا۔ ورنہ نہیں۔ اسپر امام صاحب خاموش ہو گئے یہ حالت دیکھکر امام صاحب اور مولانا مظہر الدین صاحب و دیگر اعیان نے کوشش کی کہ مجمع دوسری جگہ چلا جائے۔ چنانچہ مسجد کے جنوبی گوشہ میں مولانا مظہر الدین نے تقریر شروع کی۔ دو تہائی مجمع ادھر آ گیا۔

جب یہاں جلسہ ہو رہا تھا۔ تو حاجی ظفر علی خاں صاحب ڈاکٹر انصاری صاحب وغیرہ ممبر سے اتر کر مسجد میں گئے۔ کہ وہاں ممبر کے پاس جلسہ کریں۔ اس وقت حاجی ظفر علی خاں صاحب کے اوپر کسی کا ہاتھ بھی پڑ گیا۔ جو افسوسناک ہے۔ آخر آپ کو حلقہ میں لے لیا گیا۔ اور امام صاحب کے حجرہ میں بٹھایا گیا۔ اور اس کے بعد موٹر میں بحفاظت تمام رخصت کر دیا گیا۔ حسب اعلان کانگریس کمیٹی ۶½ بجے کمپنی باغ میں جلسہ شروع ہوا۔ ڈاکٹر انصاری صاحب صدر تھے۔ دو ہزار مسلمان اور ایک ہزار ہندو تھے۔ مسلمان حاجی ظفر علی خاں صاحب کی تقریر نہیں سننا چاہتے تھے۔ اس پر کچھ شور ہوا۔ لیکن مجمع کو قابو میں کر لیا گیا۔ اس کے بعد حاجی ظفر علی خاں صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ مجھے آج دہلی میں بہت بڑی فتح ہوئی۔ اور یہ فتح ایسی ہی ہوئی۔ جیسی جناب رسالت مآب صلعم کو مکہ معظمہ میں ہوئی تھی۔ آپ قرآن کریم پڑھ رہے تھے۔ اور لفنگے و کفار آپ پر پتھر برسا رہے تھے۔ اسی طرح لفنگوں نے جامع مسجد میں میرے ساتھ کیا۔ اسپر مجمع پھر مشتعل ہو گیا۔ کہ ہم مسلمانوں کو لفنگا کہا گیا۔ اور کفار سے تشبیہ دی گئی۔ مسلمانوں نے مطالبہ کیا کہ اسے بٹھا دو۔ صدر صاحب نے اور لالہ شنکر لال صاحب نے منتیں کیں۔ کہ حاجی ظفر علی خاں صاحب بیٹھ جائیں۔ لیکن وہ نہ بیٹھے۔ جب وہ تقریر کرنے کا ارادہ کرتے مجمع میں شور برپا ہوتا۔ ڈاکٹر صاحب نے مجمع کے سامنے ہاتھ جوڑے لالہ شنکر لال و آصف علی نے تقریریں کیں۔ مگر جلسہ نہ ہو سکا۔ "رات ہوسوی جماعت" مسلمانوں کے مقابلہ میں ہندو سبھا اور دہلی کے باہر کے لوگوں کو لے آئے کہ کسی طرح اکثریت ہو جائے لیکن مسلمانوں کی تعداد بہت غالب ہی اور آخر کار مجبور ہو کر ۹½ بجے جلسہ ملتوی کر دیا۔ حاجی ظفر علی خاں صاحب وغیرہ پر جامع مسجد سے یہاں بہت زیادہ نفرین ہوئی کسی نے ہندوؤں کا ایجنٹ بتایا کسی نے روپیہ لینے کا طعنہ دیا کسی نے نہایت گستاخانہ لہجہ اختیار کیا۔

—— ۳ —— (الامان ۱۵ اکتوبر)

مولانا ظفر علی پلیٹ فارم پر آ کر تقریر کرنے لگے۔ آپ ابھی قرآن شریف کی آیت ہی پڑھ رہے تھے۔ ایک شرارت پسند شخص نے ان کی ٹانگ کھینچ لی۔ اور ان کے ایک جوتہ رسید کیا۔ پھر کیا تھا دھکا پیل شروع ہو گئی۔ مولانا ظفر علی خاں کو خدا خدا کر کے جامع مسجد سے باہر پہنچایا گیا۔

(رنجیت ۱۵ اکتوبر)

مولوی ظفر علی صاحب اور دہلی کی پبلک کا مکالمہ

تقدس مآب حضرت مولانا ظفر علی خاں نے مقاصد نثر بری و خدائی کو رطب اللسانی و عذب البیانی کی کٹھالی میں ڈھال کر فرمایا۔ کہ ہم لاہور سیالکوٹ۔ لائلپور۔ گوجرانوالہ اور راولپنڈی میں تو کامیاب ہو چکے ہیں۔

پبلک۔ جھوٹا ہے۔ بکتا ہے۔ سٹیج پر سے اتر جا۔

تقدس مآب۔ آج ہم جامع مسجد کے جلسہ میں بھی کامیاب ہو گئے

پبلک۔ خاموش بے شرم کس منہ سے بکتا ہے۔

تقدس مآب۔ رسول اللہ پر بھی کفار نے پتھر برسائے تھے۔ آپ مجھ پر برسائیے۔ میں حق پر ہوں۔ میری اسی طرح فتح ہو گی۔

پبلک۔ اس نابکار کو سٹیج سے اتار دو یہ مسلمانوں کو کافروں سے تشبیہ دیتا ہے اس کی کوئی بات تک سننا پسند نہیں کرتے۔ بلکہ شکل دیکھنا گوارا نہیں کرتے

تقدس مآب۔ (دیتیرا بدل کر) میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ جب ۱۹۱۳ء میں جنگ چھڑی۔ مسلمانوں کی رہی سہی ایک ہی سلطنت باقی تھی۔ اسپر بھی سرکار نے حملہ کیا۔ اور ہندوستان نے اس جنگ میں دس کروڑ پونڈ انگریزوں کو دیا۔ اور یہاں کے باشندوں نے بارہ لاکھ سپاہی یورپ و فلسطین وغیرہ میں لڑنے کے لئے بھیجے۔

پبلک۔ ہم تیری کوئی داستان سننا پسند نہیں کرتے۔ تقریر بند کر دے سٹیج پر سے اتر جاؤ۔ فقرہ بازیوں سے اب ہم خوب واقف ہو چکے ہیں۔ تو سیاسی ڈپلومیٹ (گرگٹ) ہے کبھی رنگ میں بھی تیری جھانسے بازی ہم پر اثر نہ کرے گی۔ اتر جا۔ چلا جا۔ غدار ہے۔ لاہور کے مسلمانوں کو دو ٹکڑے کر کے آیا ہے۔ بتا تیرا دہلی میں کیا کام ہے۔ تو دہلی میں آیا کیوں ہے۔ بہکانے آیا ہے۔

ڈپلومیٹ گرگٹ۔ اب مسلمانوں کی کیسی مت ماری گئی ہے۔ کہ اب انگریزوں کے خلاف بھی کچھ نہیں سنتے۔

پبلک۔ حکومت۔ کچھ بھی سہی۔ اب ہم خواہ مخواہ گورنمنٹ سے بھی ٹکرانا نہیں چاہتے۔ پہلے تمہارے بہکاوے میں آ گئے تھے۔

ڈپلومیٹ گرگٹ جنگ کے موقع پر ہندی سپاہیوں نے دس دس روپے پر سر کٹوائے۔

پبلک۔ اس قومی غدار کو کیوں نہیں بٹھایا جاتا۔ اس کو اس غیر متعلق تقریر سے روک دو۔

ڈپلومیٹ گرگٹ۔ جمعیۃ علمائے ہند نے متفقہ فتوےٰ دیا جس کی رو سے فوج کی نوکری حرام قرار دی گئی۔

پبلک۔ چاروں طرف سے نعرے بلند ہوئے۔ یہ نمک حرام ہے قومی غدار ہے۔ اس پاجی کو نکال دو۔ مسلمانوں میں جوش پھیل گیا۔ کل مجمع اٹھکر کھڑا ہو گیا۔

ظفر علی خاں (خوف زدہ ہو کر) میں مسلمانوں کا بہی خواہ ہوں۔ ایک ادنےٰ خادم ہوں۔ جس بات کو اپنے نزدیک مسلمانوں کے لئے بہتر سمجھتا ہوں۔ وہی کہتا ہوں۔ یہ کہہ کر پٹنے کے خوف سے پیچھے جا کر کھڑے ہو گئے۔ اور کہا۔ بیٹھوں گا نہیں۔ کھڑا ہی رہوں گا۔

پبلک۔ تو سزا کے قابل ہے۔ تیری سزا یہی ہے۔ کہ تو گنہگاروں اور تقصیر واروں کی طرح کھڑا ہی کیا جاوے۔ مگر تیرے ساتھ رعایت یہ ہے۔ کہ یہاں سے چلا جائے۔ (سیاست ۱۷ اکتوبر)

پیغام صلح کا آخری نمبر

امت مرزائیہ کی لاہوری جماعت نے اپنے اخبار پیغام صلح کا ایک آخری نبی نمبر نکالا ہے۔ جس میں قادیانیوں کے عقیدہ متعلقہ ختم نبوت کی تردید کی ہے چنانچہ ایک فقرہ یہ ہے۔

کوئی کہہ دیتا ہے۔ کہ نبوت تو اب ختم ہے۔ مگر اب آنحضرت صلعم کے اتباع سے ملتی ہے۔

یہ فقرہ مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور کے قلم کا ہے۔ بظاہر تو اس میں قادیانی جماعت پر حملہ ہے۔ مگر دراصل جس نے شروع میں ایسا کہا ہے۔ اس پر زد ہے۔ ہمارے خیال میں اس عقیدہ کے اصلی معلم مرزا صاحب آنجہانی ہیں۔ اس لئے یہ فقرہ بلکہ آخری نبی نمبر سارا دراصل مرزا صاحب متوفی کی تردید میں ہے ؛ (اہلحدیث ۲۸ ستمبر)

پرانوں میں ملاوٹ

لالہ رام پرشاد جی صراف پردھان سناتن دھرم سبھا دہلی نے سناتن دھرم سبھا کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ پرانوں میں دام مارگیوں نے بہت سی ملاوٹ کر دی ہے۔ اور ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کی تصحیح کرائی جائے۔ آپ نے اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کیلئے ہندوستان کے مشہور ودوان پنڈتوں کی ایک کمیٹی کی تقرری پر زور دیا جو پرانوں سے اضافوں اور غلطیوں کو نکالدے۔ (شیر پنجاب ۲۳ ستمبر)

احمدیہ سپورٹس ورکس

شائقین ناظرین ہم نے عرصہ دراز سے سپورٹس کا کام شروع کیا ہوا ہے۔ خدا کے فضل سے سپورٹس گڈس مثلاً ہاکی سٹیک فٹ بال و کرکٹ بیٹ وغیرہ عمدگی سے طیار رہتا ہے۔ مال قابل تسلی اور بارعایت ارسال کیا جاتا ہے۔ مال کے عمدہ اور رعایت ہونے کی وجہ سے معزز احباب کے بہت سے سرٹیفکیٹ ہمارے پاس ہیں۔ ضرورت مند احباب مال منگوا کر لطف حاصل کریں۔ مال پسندیدہ اور عمدہ ہوگا۔ پس آزمائش شرط ہے۔ اشیاء کی مختصر فہرست درج ذیل ہے۔ مال حسب وعدہ نہ ہو تو واپس کیجئے ؛

	آنہ	روپیہ
ہاکی سٹیک اول لیدر سیون دیار چہ مینٹ	۴	۳
ہاکی سٹیک دوم لیدر سیون دیار چہ مینٹ	۰	۳
ہاکی سٹیک اول لیدر بونڈ دیار چہ مینٹ	۴	۳
ہاکی سٹیک دوم لیدر بونڈ دیار چہ مینٹ	۱۲	۲
ہاکی سٹیک اول فورس ہینڈل دیار چہ مینٹ	۰	۴
ہاکی سٹیک یوتھ سائز لیدر سیون	۸	۱
ہاکی سٹیک یوتھ سائز لیدر بونڈ	۴	۱
فٹ بال اول ۱۲ پینیز کمپلیٹ نمبر ۵	۸	۴
فٹ بال اول ۸ پینیز کمپلیٹ نمبر ۵	۸	۵
فٹ بال اول ۸ پینیز کمپلیٹ نمبر ۵	۰	۴
والی بال اول درجہ کمپلیٹ	۴	۴
والی بال دوم درجہ کمپلیٹ	۱۲	۳

پتہ :-

ہیم اینڈ کو سیالکوٹ سٹی

Hem & Co: Sialkote City

ناظرین الفضل کیلئے خاص رعایت

اہل جرمن کی حیرت انگیز ایجاد
تین روپے کی بجائے ڈیڑھ روپیہ

جرمن گولڈ کی نہایت خوبصورت نفیس اور نازک ٹھوس چوڑیاں بندے اور گلوبند اور چندن ہار ابھی ابھی تیار ہو کر آئے ہیں۔ یہ اسقدر نفیس و دلفریب ہیں کہ صرف دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ مستورات کیلئے بہترین تحفہ ہیں۔ بیکر روپیہ میں پانچ روپیہ کا کام نکل سکتا ہے۔ کوئی تجربہ کار سے تجربہ کار شخص مثلاً زرگر صراف جوہری لوگ بھی شناخت نہیں کر سکتے۔ اگر خالص سونے کے زیوروں میں انکو ملا دیا جائے۔ تو کوئی الگ نہیں کر سکتا۔ معزز بیگمات نے اس کو پسند کیا ہے۔ چاندنی میں وہ بہار دکھاتی ہیں کہ ہاتھوں میں نور برستا ہے۔ آپ بھی اپنی خاتون کو محروم نہ رکھیئے۔ قیمت چوڑی فی سٹ عہ بندے فی جوڑا عہ چندن ہار فی عدد للعہ گلوبند فی عدد ... محصولڈاک بذمہ خریدار۔ ملنے کا پتہ:- نظیر برادرس چوڑی فروش بازار ٹیا محل دہلی

لودہانہ کا مشہور کپڑا

ہر قسم کا نفیس اور خوبصورت کپڑا تیار کر کے لئے لودہانہ ولایت تک مشہور ہے

لودہانہ میں ہمارا کارخانہ عمدہ اور سستا کپڑا بھیجنے کیلئے مشہور ہے ... لنگی ریشمی مشہدی قسم اول ... زرین ... چادر ... جراب ... جائے نماز ...

ملنے کا پتہ: منیجر کارخانہ احسان اینڈ کمپنی سوداگران - لودہانہ پنجاب

پیغام شادی

ایک شریف خاندانی لڑکے کی شادی کی ضرورت ہے۔ جو بی-اے یعنی کالج کے سال چہارم میں تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ شریف وخاندانی صاحبان جو لڑکے کو آئندہ تعلیم ترجیحاً ولایت میں دلاسکیں یا کوئی عمدہ کاروبار کافی سرمایہ سے کرا سکیں وہ بتوسط ذیل خط وکتابت فرمائیں۔ تمام مراسلات صیغہ راز میں رہیں گے ؛ الف-م معرفت

ایڈیٹر صاحب اخبار "الفضل" قادیان

اولاد حاصل کرنے کی حیرت انگیز دوائی

اگر واقعی آپ اولاد حاصل کرنے کے لئے پریشان ہیں اگر واقعی اپنے بعد سلسلہ نسل قائم رکھنے کی آپ کو سچی تڑپ ہے۔ تو آپ اپنا محنت اور پسینہ سے کمایا ہوا روپیہ اشتہاری حکیموں کی نذر کر کے برباد نہ کریں۔ صرف

حب حمل

کا استعمال گھر میں شروع کرادیں جس کا پہلی دفعہ کا استعمال ہی انشاءاللہ آپ کو بامراد کر دے گا۔ زیادہ تعریف ہم گناہ سمجھتے ہیں۔

"مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید"

قیمت حب حمل صرف پانچ روپیہ (صہ)

آرڈر دیتے وقت تفصیلی حالات ضرور لکھیں۔ جو کہ صیغہ راز میں رکھے جائیں گے ؛

مہتمم احمدیہ دواگھر قادیان

مکرمی! السلام علیکم

بتقاضائے وقت اور حالات حاضرہ نے آپ پر بخوبی روشن کر دیا ہے۔ کہ معاونت اور رواداری قومی باہمی کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ اس لئے جب تک ان اصولوں کو رواج دیکر سلسلہ میں وسیع نہ کیا جائے گا۔ تب تک یہ ترقی ملتوی رہیگی۔ آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانی ضروری معلوم ہوتی ہے۔ کہ جناب اس رشتہ اتحاد کی خاطر راقم الحروف سے کوآپریشن Cooperation کرتے قومی بنیاد کے مستحکم کرنے کیلئے قدم اٹھائیں۔ اور اگر آپ کی طاقت اور بس کی بات ہو تو خاکسار سے مندرجہ اشیاء پرائس لسٹ میں سے کسی چیز کی فرمائش بھیجیں۔ یا بھجوائیں۔ اور اگر ان اشیاء سے تعلق نہ رکھتے ہوں تو آپ اپنے حلقہ اثر میں سفارش کریں۔ اور ان دوستوں کے نام ارسال فرمائیں۔ جو آپ کے گرد وپیش ان چیزوں کی تجارت کرتے ہوں۔ یا آرڈر دینے کے مجاز ہوں۔ مثلاً ہیڈ ماسٹر سکول۔ ہیڈ کلرک پلٹن۔ اور فوجی آفیسر وغیرہ۔ مال از قسم سپورٹس جو سکولوں اور پلٹنوں میں خرچ ہوتا ہے۔ اور سامان بینڈ ڈرم اور فلیوٹ وغیرہ اور سامان بیگ یا ٹپ وغیرہ۔ بکفائت عمدہ تسلی بخش اور نہایت اعلیٰ ارسال ہوگا۔ پرائس لسٹ منگا لیجئے ؛

نظام اینڈ کو شہر سیالکوٹ

ضرورت

ڈیرہ دون کے لئے ایک نیک مخلص اور مستعد احمدی موٹر میکانک کی ضرورت ہے جو ٹھنڈا اور گرم کام بھی جانتا ہو۔ ہر ایک قسم کی موٹر مرمت کر سکتا ہو۔ خط وکتابت معرفت

ناظر صاحب امور عامہ قادیان ہونی چاہیئے

درخواست کے ہمراہ مقامی پریذیڈنٹ یا سیکرٹری صاحب کی سفارش کا خط ضرور بھیجا جاوے۔ تنخواہ حسب لیاقت دی جاویگی ؛

ضرورت نکاح

ایک احمدی بھائی جو کہ گورنمنٹ سروس میں ایک معقول مشاہرہ قریباً دو سو روپے پاتے ہیں۔ اور زمین و دیگر جائداد وغیرہ بھی رکھتے ہیں۔ بوجوہات چند در چند کسی پابند صوم وصلوٰۃ و نیک احمدی خاتون سے جو کہ خواہ باکرہ ہو یا بیوہ نکاح ثانی کرنا چاہتے ہیں۔ پہلی بیوی سے بھی اولاد ہے۔ حسن سیرت کے علاوہ حسن صورت کو ترجیح دینگے۔ راجپوت خاندان سے ہیں۔ اور کفو میں ہی شادی کرنا چاہتے ہیں۔ خواہشمند احباب معرفت دفتر مینیجر اخبار الفضل خط وکتابت کریں ؛

212

ہندوستان کی خبریں

بمبئی ۱۰ اکتوبر۔ تیسرے پریذیڈنسی مجسٹریٹ نے مسز کرٹس مشاطہ کے خلاف مجرمانہ خیانت کے الزام میں فرد جرم لگا دی۔ یہ الزام مسز کاکس مستغیثہ کے بالوں کے سلسلہ میں لگایا ہے۔ مسز کاکس کا بیان ہے۔ کہ مشاطہ (مسز کرٹس) نے میرے بالوں کا ناجائز استعمال کیا۔ ملزمہ نے ارتکاب جرم سے انکار کر دیا۔

پونہ ۱۳ اکتوبر۔ سائمن کمیشن کانفرنس نے طے کر لیا ہے۔ کہ نمائندگان پریس کو کمیشن کی پبلک نشستوں میں حاضر ہونے کی اجازت دیدی جائے۔ جو دوشنبہ سے شروع ہونگی۔

فیروزپور ۱۲ اکتوبر۔ چند دن ہوئے یہاں ایک عجیب واقعہ ظہور پذیر ہوا۔ ایک بنیا عورت مرگئی۔ تو اس کے وارث اسے مرگھٹ پر جلانے لے گئے۔ لیکن وہاں پہونچتے ہی وہ پھر زندہ ہوگئی۔ رات کو اسے مرگھٹ ہی میں رکھا گیا۔ لیکن صبح کو جب وہ "مکمل" طور پر مرگئی۔ تو اسے جلا کر وارث گھر آئے۔

نقلی گھی اور آٹے کے بعد اب جرمنی اور انگلینڈ میں نقلی روئی بنانے کیلئے تجربہ کیا جا رہا ہے۔ یہ روئی ہندوستان اور کینیڈین سن اور السی کے ریشے سے تیار کی جائے گی۔

پشاور ۱۳ اکتوبر۔ اطلاع ملی ہے۔ کہ کرنیل کے۔ ڈی مرے ڈپٹی ڈائرکٹر سٹاف ڈیوٹی۔ کپتان ایل براؤننگ ایس ڈی۔ آئی آرمی ہیڈ کوارٹرز بہت جلد سرحد کا مختصر دورہ کرنے والے ہیں۔ ۱۷ اکتوبر کو کیمبل پور سے یہاں آئیں گے۔ اور ۱۸ اکتوبر کو جمرود اور لنڈی کوتل کا معائنہ کریں گے۔ اور دو دن کے بعد بنوں تک جائیں گے۔

کیمبل پور میں پرندوں کے درمیان ایک پراسرار وبا پھیل رہی ہے۔ جن لوگوں نے تفریح یا دوسرے مشاغل کے لئے پرندے پال رکھے ہیں۔ ان کا اضطراب بلحظ بڑھ رہا ہے۔ یہ وبا پالتو پرندوں تک محدود نہیں رہی۔ بلکہ جنگلی مرغے۔ چیل کوے۔ گدھ۔ عقاب اور ابابیل دھڑا دھڑ مر رہے ہیں۔ اور ان کی نعشیں کھیتوں میں دستیاب ہورہی ہیں۔ چہار شنبہ کی صبح کو صرف ایک مکان کے برآمدہ میں ۳۲ ابابیل مردہ پائے گئے۔

لاہور ۱۶ اکتوبر۔ ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے گورنر پنجاب کی سپیشل ٹرین سٹیشن پر آکر کھڑی ہوئی۔ ریلوے سٹیشن پر انتظامیہ کونسل کے ارکان اور وزراء نے آپ کا خیر مقدم کیا۔ سٹیشن کے باہر ۱۷ توپیں چلائی گئیں۔ ازاں بعد گورنر وزراء اور دیگر عملہ کی معیت میں موٹروں پر سوار ہو کر مقررہ راستے سے گذرے گورنر صاحب اپنے ہمراہیوں سمیت ٹاؤن ہال کی طرف روانہ ہوئے جہاں آپ کے استقبال اور ایڈریس وغیرہ دیئے جانے کا انتظام کیا گیا تھا۔

شملہ ۱۶ اکتوبر۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کو معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ وزیر ہند اور وائسرائے کی باہمی خط و کتابت سے پایا جاتا ہے۔ کہ اگر حالات نے اجازت دی۔ تو آئندہ موسم گرما میں وائسرائے ہند انگلستان جائیں گے۔

سرگودھا ۱۵ اکتوبر۔ سر ملک عمر حیات خاں نے وزیر ہند باجلاس کونسل کو نوٹس دیا ہے۔ کہ دریائے جہلم کے سیلاب سے ان کا جو نقصان ہوا ہے۔ اس کا ۸ لاکھ روپیہ معاوضہ دیا جائے۔ نوٹس کی وجہ یہ ہے۔ کہ وزیر ہند نے سرگودھا اور شاہپور کے درمیان ریلوے لائن بنوائی تھی۔ جس سے دریا کا پانی رک گیا۔ اور ملک صاحب کی جائداد کی طرف چلا گیا اگر یہ لائن نہ ہوتی۔ تو ملک صاحب کا اس قدر زیادہ نقصان نہ ہوتا۔

مسٹر عبدالعزیز پوری پروفیسر تاریخ انٹرمیڈیٹ کالج مسلم یونیورسٹی پانچسو روپیہ ماہوار تنخواہ پر مہاراجہ اورچھا کے پرائیویٹ سیکرٹری ہو کر جا رہے ہیں۔

دہلی ۱۷ اکتوبر۔ مسلمانان دہلی کے ایک جلسہ میں آل پارٹیز مسلم کانفرنس جو آئندہ ماہ میں بمقام دہلی منعقد ہونے والی ہے کے سلسلہ میں ایک زبردست مجلس استقبالیہ مرتب کی گئی ہے۔ جس کے صدر جناب حکیم محمد جمیل خاں صاحب خلف الرشید حکیم اجمل خاں صاحب منتخب کئے گئے ہیں۔

سکندر آباد ۱۲ اکتوبر۔ آج نواب علی الدولہ کے بڑے صاحبزادے نواب محمد رفیع الدین خاں کی شادی ہز ایکسیلنسی مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر وزیر اعظم ریاست حیدر آباد دکن کی صاحبزادی سے ہوئی۔ حضور نظام نے شاہی کوٹھی محل میں اپنے دست مبارک سے دولہا کے سر پر سہرا باندھا۔ مہاراجہ کے محل پر برات پہنچنے کے بعد حیدر آباد کے قاضی نے رسم نکاح خوانی ادا کی۔

شملہ ۱۶ اکتوبر۔ وائسرائے کے فوجی سیکرٹری نے ملکہ روس کی وفات پر ماتمی نشان پہننے کا اعلان کیا ہے۔ ماتمی نشان دو ہفتوں تک لگا رہیگا۔

لاہور ۱۶ اکتوبر۔ سر جعفری ڈی مونٹمرنسی ٹاؤن ہال سے گورنمنٹ ہاؤس کو واپس آرہے تھے۔ ایک ضعیف بڑھیا جس کی عمر پچاس سال سے زیادہ ہوگی۔ دوڑ کر سڑک کے بیچ میں کھڑی ہوگئی۔ ڈرائیور نے موٹر فوراً ایک طرف موڑ دیا۔ اس لئے حادثہ نہ ہوا اسے تھانہ لیجایا گیا۔ جہاں اس نے اقبال کیا۔ کہ میں گورنر کے پاس اس لئے گئی تھی کہ اپنے لڑکے کو پھانسی سے بچاؤں ورنہ خودکشی کر لوں۔

کلکتہ ۱۰ اکتوبر۔ سٹیٹسمین کا نامہ نگار مقیم پشاور بذریعہ تار اطلاع دیتا ہے۔ کہ کابل سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ پیر صاحب شور بازار کو جنہیں موجودہ اصلاحات کی مخالفت کرنے کے الزام میں گرفتار کر کے کابل لے جایا گیا تھا۔ اپنے دیگر ساتھیوں سمیت شاہ افغانستان کے حکم سے گولی سے ہلاک کر دیا گیا ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ شاہ افغانستان کے بڑے بھائی سردار عنایت اللہ خاں کو بھی جو تخت افغانستان کا اپنے باپ امیر حبیب اللہ خاں کی وفات کے بعد وارث تھے۔ گرفتار کر لیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ گورنمنٹ افغانستان اور اصلاحات کے خلاف ایجی ٹیشن کر رہے تھے۔

غیر ممالک کی خبریں

لندن ۹ اکتوبر۔ ملک معظم شاہ جارج نے شاہ کابل کے لئے بھورے رنگ کا ایک اسپ تازی بطور تحفہ بھجوایا ہے۔

لندن ۹ اکتوبر۔ سر لیزلی سکاٹ اور ہندوستانی والیان ریاست کے درمیان آج جو کانفرنس ہوئی۔ وہ تین گھنٹے تک جاری رہنے کے بعد ۱۴ اکتوبر پر ملتوی کر دی گئی۔ نواب صاحب بھوپال شنبہ کے روز لندن پہونچے۔ آپ اس مجلس میں پہلی مرتبہ شریک ہوئے۔

نیویارک ۱ اکتوبر۔ مسز آرتھر شل ویل نے ایک ہوٹل کی بارہویں منزل سے کود کر جان دیدی۔ مسز موصوفہ نے اپنے پیچھے ایک کاغذ چھوڑا ہے جس میں اس نے بتایا ہے۔ کہ چونکہ خاوند کی وفات کا صدمہ اس کے لئے ناقابل برداشت تھا۔ اس لئے اس نے خودکشی کر لی ہے۔

ریگا ۱۰ اکتوبر۔ ڈون ڈسٹرکٹ فائننس محکمہ کے ۱۳۰ افسروں میں سے ۱۲۱ کو رشوت ستانی وغیرہ الزامات میں دس سال ملازمت سے علیحدگی اور ضبطی جائداد کی سزا دی گئی ہے۔

بغداد کی خبر ہے۔ کہ ۳۲ ایرانی طلباء یورپ حصول تعلیم کے لئے جا رہے ہیں۔

لندن ۱۴ ستمبر۔ ملک معظم کی خالہ اور سابق ملکہ روس کے انتقال پر ملک معظم نے ایک درباری اعلان شائع کیا ہے کہ دو ہفتہ تک ماتم کیا جائے۔ پہلے ہفتہ میں دربار بالکل منعقد نہیں کیا جائیگا۔ لیکن دوسرے ہفتہ صرف نصف نصف دن دربار ہوا کریگا۔ متوفیہ جنگ عظیم سے پیشتر اکثر انگلستان آیا کرتی تھیں ۱۸۶۶ء میں آپ کی شادی الیگزنڈر سوئم سے ہوئی تھی۔ آپ کا انتقال کوپن ہیگن میں ہوا۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ڈیوک آف یارک بھی جنازہ میں شرکت کرنے کیلئے جائیں گے۔

لندن ۱۲ اکتوبر۔ مصر کی وفد پارٹی کے سیکرٹری نے لندن میں ایک اخبار کے نمائندہ سے بیان کیا ہے۔ کہ قوم پرست اخبارات کو بند کیا جا رہا ہے۔ اور عام جلسوں کی ممانعت ہے۔ اب تک ۱۲۲ اشخاص گرفتار کئے گئے ہیں۔

لندن ۱۵ اکتوبر۔ کل سنڈے ٹائمز کا اعلان شائع ہونے کے بعد صاف طور پر معلوم ہو گیا ہے۔ کہ ملک معظم کی منظوری کے بعد لارڈ برکن ہیڈ عہدہ وزارت سے فوراً علیحدہ ہو جائیں گے اس معاملہ میں مسٹر بالڈون سے آپ نے جو خط و کتابت کی وہ چند روز میں شائع ہو جائے گی۔

لندن ۱۵ اکتوبر۔ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے۔ کہ لارڈ برکن ہیڈ وزیر ہند کے جانشین لارڈ پیل ہوں گے۔ جو آج کل محکمہ تعمیرات کے اول کمشنر ہیں۔ نئے وزیر کا تقرر ہونے تک لارڈ ونٹرٹن قائم مقام وزیر ہند رہیں گے۔

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔)

بہت خوش ہوا - اور دیر تک شراب کی مذمت کرتا رہا - پھر کہنے لگا - کیا آپ گوشت بھی نہیں کھاتے - میں نے کہا - بعض جانوروں کا کھاتا ہوں - بعض کا نہیں کھاتا - مثلاً سؤر کا گوشت نہیں کھاتا - کیونکہ اس کا اثر اخلاق پر بُرا پڑتا ہے - اس مسئلہ کو میں نے نہایت تفصیل سے سمجھایا خاموشی سے سنتا رہا - اور بہت خوش ہوا - مجھے شبہ ہوا - کہ یہ دہریہ ہے میں نے دریافت کیا - کیا آپ خدا کو مانتے ہیں ؟ - اس نے کہا - نہیں میں نے کبھی خیال نہیں کیا - میرے دل میں یہ سوال پیدا ہی نہیں ہوا میں نے اس سے دیر تک گفتگو کی - تو کہنے لگا - اب میں سوچنے لگا - اور آپ کا لٹریچر پڑھوں گا ؛

لنڈن میں نے تقریباً سات ہفتہ قیام کیا - ۸ ر اگست کو میں لنڈن سے سوار ہو کر امریکہ روانہ ہوا - مختلف ممالک کے لوگوں کو تبلیغ کرنے کا موقعہ ملا - بعض اعلےٰ تعلیم یافتہ لوگوں کو کتب سلسلہ پڑھنے کے لئے دیں - بعض نے کتب پڑھ کر آئندہ مزید مطالعہ کا شوق ظاہر کیا ؛

ایک عیسائی پادری ملا - اسلام پر گفتگو ہوئی - کتب کے مطالعہ سے بہت متاثر ہوا - آخیر میں مجھ سے زنا کے متعلق گفتگو کرنے لگا - اور احکام اسلام دریافت کئے - میرے جواب سن کر کہنے لگا - "ہم بعض قوموں میں تبلیغ کرتے ہیں - ان میں ایک خاص قسم کی بری عادت پائی جاتی ہے - ہم انھیں منع کرتے ہیں - تو وہ کہہ دیتے ہیں - بائیبل میں تو منع نہیں - صرف adultery زنا کی ممانعت ہے تب ہمیں ساکت ہونا پڑتا ہے - آپ بتائیں - قرآن میں اس کے متعلق کیا حکم ہے "

میں نے واضح طور پر بتایا - کہ نہایت فصیح اور مبلغ پر حکمت اور مہذب الفاظ میں قرآن نے تمام برائیوں سے منع کیا ہے - قرآن میں ہے - کہ میاں بیوی کے تعلق کے علاوہ سب شہوانی حرکات حرام ہیں - اس سے وہ بہت متاثر ہوا - اور آئندہ اسلام کا مزید مطالعہ کرنے کا شوق ظاہر کیا - کتاب احمدیت مصنفہ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ پڑھ کر اس نے کہا It is a revelation to me

جہاز میں ایک عورت نے مجھ سے دریافت کیا - کہ کیا میں ہندوستانی ہوں - اثبات میں جواب سننے پر کہنے لگی : "کیا آپ رمالی جانتے ہیں" جب نفی میں جواب دیا - تو کہنے لگی - میں نے خیال کیا - کہ ہندوستانی سب کے سب لوگ رمال ہوتے ہیں - یہاں بعض پست طبقہ میں ہندوستان کے متعلق عجیب عجیب خیالات پھیلے ہوئے ہیں ؛

شکاگو پہنچنے پر ایک دن راستہ میں ایک شخص مجھ سے دریافت کرنے لگا - کیا آپ Prophet ہیں - میں نے جواب دیا کہ میں Prophet تو نہیں ہوں - مگر Prophet کا پیغام پہنچانے والا ہوں - سلسلہ کے متعلق اسے تبلیغ کی ؛

میں اس مختصر رپورٹ کو ختم کرتے ہوئے بزرگان سلسلہ احمدیہ سے درخواست کرتا ہوں - کہ وہ براہ کرم اس عاجز کے حق میں دعا کریں - کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے تمام مشکلات دور ہو جائیں - تاکہ خدمت اسلام میں حقیقی کامیابی حاصل ہو - اور دور دراز ممالک میں خدا کا جلال ظاہر ہو - راقم - خاکسار - صفی الرحمن بنگالی - شکاگو - امریکہ

اخبار احمدیہ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی دعا کا اثر

میری خالہ صاحبہ کے ہاتھ پر ایک خطرناک زہریلے کیڑے نے کاٹا جس کی وجہ سے ہاتھ سوج گیا - اور شدت درد کے باعث بخار اور بیہوشی غالب ہو گئی - ڈاکٹروں کا متفقہ فیصلہ تھا کہ ہاتھ کی سوجن کندھے تک پہونچ گئی - تو سوائے لقمہ اجل ہونے کے مریض کے لئے کوئی چارہ نہیں - آخر حالت خطرناک ہو گئی - سوجن کندھے تک کیا گردن تک پہونچ گئی - اس پر حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں دعا کی درخواست کی گئی - اور خدا تعالےٰ نے حضور کی دعاؤں کے طفیل ایک معمولی دوائی سے صحت بخشی ؛

محمد منظور - حیدر آبادی

لائل پور میں آریوں سے مباحثہ

ضلع لائل پور کے احباب کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے - کہ لائلپور میں آریہ سماج اور جماعت احمدیہ کے درمیان ایک بہت بڑا مناظرہ قرار پایا ہے - جو ۲۹ ر اکتوبر سے ۳ ر نومبر تک گویا چھ دن ہر روز رات کے آٹھ بجے سے گیارہ بجے تک ہوتا رہیگا مضامین زیر بحث حسب ذیل ہیں - اور مندرجہ ذیل ترتیب سے ہونگے (۱) کیا نجات کے لئے رسالت کا اقرار ضروری ہے (۲) مسئلہ تناسخ (۳) کیا مرزا صاحب کی پیشگوئیاں پوری ہوئیں - (۴) کیا سوامی دیانند رشی تھے - (۵) کیا قرآن مجید عالمگیر الہامی کتاب ہے - (۶) کیا وید عالمگیر الہامی کتاب ہے ؟

احمدیہ جماعت کی طرف سے اُمید ہے - کہ میر محمد اسحاق صاحب میر قاسم علی صاحب اور مولوی اللہ دتا صاحب مناظرہ کے لئے شامل ہونگے ؛ خاکسار عصمت اللہ خاں وکیل لائلپور -

مبلغین کو ایڈریس

جماعت احمدیہ کراچی نے ۷ ر اکتوبر مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری سابق مبلغ علاقہ سندھ اور مولوی عبد الغفور صاحب مبلغ حال کو ایڈریس دیا - جس میں جانے والے مبلغ کی خدمات کا اعتراف کیا - اور آنے والے کو خوش آمدید کہا ؛

درخواست ہائے دعا

۱ - صوبیدار شیر بہادر خان آئی - ڈی ایس - ایم میرے بڑے بھائی سلسلہ احمدیہ کی کتب کا مطالعہ کر رہے ہیں - ان کے خطوط سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بیعت کے قریب ہیں - اور خریداران "الفضل" سے دعائے توفیق کی التماس کرتے ہیں - محمد نواز خاں احمدی چکوال

۲ - میری والدہ چند یوم سے سخت بیمار ہے - احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ صحت دے - آمین

خاکسار ناظر حسین از کوئٹہ

۳ - میرا خالہ زاد بھائی جس نے امسال بی - اے پاس کیا ہے - یکایک مرض تھائسس میں مبتلا ہو گیا ہے - احباب دعا فرمائیں - کہ اللہ تعالےٰ جلد کامل صحت عطا فرمائے - آمین

خاکسار عبد الحی عارف (بھاگلپوری) امیر جماعت بیانا دھن

۴ - خاکسار ان دنوں ایک ابتلا میں ہے - احباب دعا فرمائیں - کہ اللہ تعالےٰ ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے ؛

خاکسار محمد عبد اللہ نوشہرہ چھاؤنی

۵ - تمام احمدی احباب سے درخواست ہے - کہ امتحان ٹیلیگرافی میں میری کامیابی نیز مستقل ہونے کے لئے دعا فرمائیں ؛

خاکسار سردار احمد از لاہور

تلاش

میرا لڑکا عبد الرب نام جو دہلی کے مدرسہ طبیہ میں پڑھتا تھا - وہاں سے اکتا کر کہیں چلا گیا ہے - کسی صاحب کو اس کا پتہ ملے - تو اطلاع بخشیں - ممنون ہونگا -

عبد اللہ افغان تاجر قادیان

ولادت

خدا تعالےٰ نے محض اپنے فضل اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ کی دعاؤں کی برکت سے مجھے ۱۲ ر اکتوبر ۱۹۲۸ء فرزند عطا فرمایا ہے - سب احباب عزیز مولود کی درازی عمر اور خادم دین ہونے کے لئے دعا کریں - اس سے قبل میرے چار بچے فوت ہو چکے ہیں

شیخ نذیر احمد مالک دار السلام کمپنی گوجرانوالہ

دعائے مغفرت

۱ - عاجز کی لڑکی عزیزہ رضیہ طاہرہ مورخہ ۱۱ - اکتوبر ۱۹۲۸ء فوت ہو گئی - احباب سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے -

خاکسار - احمد الدین از وڈالہ بانگر ضلع گورداسپور

۲ - میری اہلیہ فوت ہو گئی ہے - احباب دعائے مغفرت کریں (منشی) عطا محمد قادیان

کامل الایمان بننے کی کوشش کرو

بہشتی مقبرہ کی اصل غرض کو پورا کرنے کے لئے پہلے کامل الایمان بننا ضروری ہے - جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رسالہ الوصیت صفحہ نمبر ۲۰ میں تحریر فرماتے ہیں -

"خدا تعالےٰ کا ارادہ ہے - کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں - تاکہ آئندہ کی نسلیں ایک ہی جگہ ان کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں - اور تا ان کے کارنامے یعنی جو خدا کے لئے انھوں نے دینی کام کئے - وہ ہمیشہ کے لئے قوم پر ظاہر ہوں "

مگر کامل الایمان بننے کے لئے شرط ہے وصیت کی - جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے خطبہ جمعہ ۲۶ ر مئی ۱۹۲۸ء میں یہ ارشاد فرمایا تھا - " وصیت کی تحریک خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے - اور اس کے ساتھ بہت سے انعامات وابستہ ہیں - ابھی تک جنہوں نے وصیت نہ کی ہو وہ وصیت کر کے اپنے ایمان کے کامل ہونے کا ثبوت دیں - کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے - کہ جو شخص وصیت نہیں کرتا - مجھے اس کے ایمان میں شبہ ہے - پس وصیت معیار ہے ایمان کے کامل ہونے کا "

محمد سرور شاہ سکرٹری مقبرہ بہشتی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الفضل

نمبر ۳۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۲۸ء | جلد ۱۶

اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ❊ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ — ھو الناصر

جماعت احمدیہ کی خواتین توجہ کریں

(حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے قلم سے)

میں اس سے پہلے اعلان کر چکا ہوں۔ کہ چونکہ برلن میں روپیہ کی کمی کی وجہ کی سے مسجد بننی ناممکن ہو گئی تھی۔ اس لئے لنڈن میں عورتوں کے چندہ سے مسجد بنا دی گئی ہے۔ اور میں نے عورتوں سے دریافت کیا تھا۔ کہ اگر وہ چاہیں۔ تو اسی مسجد کو ان کی طرف منسوب سمجھا جائے۔ اور اگر چاہیں۔ تو مرد اس کی قیمت ان کو ادا کر دیں گے۔ اور ان کی مسجد کسی اور ملک میں بنوا دی جائیگی۔ چونکہ اس کا جواب عورتوں کی طرف سے نہیں ملا۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں۔ کہ ہماری جماعت کی خواتین اس امر پر راضی ہیں۔ کہ لنڈن کی مسجد جو اب ایک عالمگیر شہرت حاصل کر چکی ہے۔ ان کی طرف منسوب کر دی جائے۔ اور میرے خیال میں لنڈن کی عظمت کو مدنظر رکھکر مناسب بھی یہی ہے۔ کہ اس مسیحیت کے مرکز میں عورتوں کی بنائی ہوئی مسجد ہو۔ تاکہ مسیحیت کو جو اعتراض کرتی ہے۔ کہ اسلام عورتوں کے حقوق کو پامال کرتا ہے۔ ایک عملی جواب ہو۔ گو پھر بھی میں اس سوال کو آئندہ مجلس شوریٰ میں پیش کرونگا۔ اور اس وقت تک ہماری بہنیں بھی غور کر لیں۔ کہ آیا وہ یہ پسند کرینگی۔ کہ مسجد لنڈن ان کی طرف منسوب کر دی جائے۔ یا یہ کہ جب امریکہ یا یورپ کے کسی اور ملک میں مسجد کی ضرورت پیش آئے۔ تو وہاں ان کی طرف سے مسجد بنا دی جائے ❊

سردست میں ایک اور معاملہ کی طرف تمام بہنوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ اس مسجد کے بن جانے کے سبب سے انگلستان میں تبلیغ کا کام بہت بڑھ گیا ہے۔ اور اب خدا تعالیٰ کے فضل سے کام دو آدمیوں کی طاقت سے زیادہ ہے۔ اس کے متعلق مجھے پہلے شیخ یعقوب علی صاحب نے ولایت سے توجہ دلائی تھی۔ اور لکھا تھا کہ اس کا نقص یہ ہوتا ہے۔ کہ بعض اہم کاموں کو چلا کر مبلغوں کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ اور اس سے وہ مفید نتائج پیدا نہیں ہوتے۔ جو ہونے چاہئیں۔ اسکے بعد اور چند دوستوں نے بھی اس طرف توجہ دلائی۔ اب خانصاحب منشی فرزند علی صاحب نے بھی خط لکھا ہے۔ کہ کام زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ اور عملہ بڑھانے کی ضرورت ہے ❊

چونکہ مسجد کی تعمیر کے بعد مناسب عملہ کا نہ رکھنا گویا پہلے خرچ کئے ہوئے روپیہ کو بھی ضائع کرنا ہے۔ اس لئے میں نے تجویز کی ہے۔ کہ ایک مبلغ وہاں اور بڑھایا جائے۔ اور اس دفعہ ایک نیا تجربہ کیا جائے۔ کہ بجائے ہندوستان سے بھیجنے کے نیا مبلغ خود انگلستان کے نومسلموں میں سے ہو۔ جس میں میرے نزدیک کئی فائدے ہیں۔ ایک تو انگریزوں میں بعض لوگ اسلام کے زیادہ گہرے واقف ہو جائیں گے۔ دوسرے انسان اپنی قوم کے خیالات کو چونکہ زیادہ سمجھتا ہے۔ ان کے ذریعہ تبلیغ میں آسانی ہوگی ❊

پہلے میرا ارادہ یہ تھا۔ کہ ایک انگریز کو یہاں بلوا کر اس کی تربیت کی جائے۔ مگر اب میرا خیال ہے۔ کہ پہلے کچھ مدت وہاں کام لے کر پھر اگر مناسب ہو۔ تو یہاں بلوایا جائے۔ تاکہ پہلے تجربہ سے معلوم ہو جائے۔ کہ آیا وہ کام کی اہلیت بھی رکھتا ہے۔ یا نہیں۔ اور پڑھانے کے بعد پھر علیحدہ کرنے کی مصیبت نہ اٹھانی پڑے ❊

چونکہ ہمارے بجٹ میں گنجائش نہیں ہے۔ اور چونکہ عورتوں کو بھی تبلیغی کاموں میں مناسب حصہ لینا چاہیئے۔ اس لئے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ اس زائد خرچ کو ہماری عورتیں اٹھائیں۔ اس خرچ کا اندازہ چار ہزار روپیہ سالانہ کا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی خانصاحب کے خط سے معلوم ہوا۔ کہ پچھلے چار سالوں میں بجٹ کی کمی کی وجہ سے مشن ولائت مقروض ہوتا رہا ہے۔ اور اس وقت وہ پانچ ہزار روپیہ کے قریب مقروض ہے۔ اور کئی بل لوگوں کے ادا نہیں ہوئے۔ جس کی وجہ سے کام میں خرابی ہو رہی ہے۔ اصولاً تو یہ ایک سخت نقص ہے۔ کہ جو بجٹ منظور کیا جائے۔ اگر اس سے زائد خرچ ہو۔ تو اس کی فوراً منظوری نہ حاصل کی جائے۔ لیکن چونکہ یہ غلطی ہو چکی ہے۔ جب وہ خرچ جائز اور سلسلہ کی ضروریات پر ہوا ہے۔ تو اسے ہمیں اٹھانا ہی پڑیگا لیکن چونکہ بجٹ میں اس کی بھی گنجائش نہیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس زائد خرچ کو بھی ہماری جماعت کی عورتیں ہی برداشت کریں اور اس سال نو ہزار روپیہ چندہ اوپر کے دونوں مقاصد کے لئے جمع کر دیں۔ آئندہ سالوں سے خدا تعالیٰ چاہے۔ تو صرف زائد مبلغ کے اخراجات انھیں دینے ہونگے۔ جن کا اندازہ اس وقت چار ہزار روپے کا ہے ❊

میں نے قادیان میں اس تحریک کو احمدی خواتین کے سامنے پیش کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے قادیان کی عورتوں نے حسب معمول نہایت اخلاص کا ثبوت دیکر ایک ہزار سے زائد رقم کا وعدہ کیا ہے۔ جس میں سے چھ سو روپیہ کے قریب نقد یا بصورت زیور وصول ہو چکا ہے۔ میں اب اس تحریک کو اس تحریر کے ذریعہ سے عام کرتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں۔ کہ دوسری جگہ کی احمدی خواتین قادیان کی بہنوں سے پیچھے نہیں رہیں گی۔ اور وہ پیچھے نہیں رہینگی۔ اگر وہ یاد رکھیں۔ کہ مومن مرد اور مومن عورتیں نیکی اور تقوےٰ میں ایک دوسرے سے پیچھے رہنا کسی صورت میں برداشت نہیں کرتے۔ ہماری جماعت کی عورتیں خدا تعالیٰ کے فضل سے کام کر سکتی ہیں۔ جیسا کہ سیالکوٹ کی احمدی مستورات کے کام سے ظاہر ہے۔ جو ایک کامیاب گرلز سکول چلا رہی ہیں۔ اسی طرح لاہور اور امرتسر میں باوجود مخالفت کے انکا متواتر جلسوں کے کام کو چلانا بھی ان کی بڑھی ہوئی ہمت کو ظاہر کرتا ہے ❊

چاہیئے۔ کہ ہر جگہ کی احمدی مستورات جلد سے جلد جلسے کر کے اس رقم کو جمع کرنے کی کوشش کریں۔ اور جلد سے جلد اس رقم کو بھجوا دیں۔ تاکہ کام شروع کیا جا سکے۔ جہاں لجنہ نہیں۔ یا جہاں مستورات کے جمع ہونے کا دستور نہیں۔ وہاں مرد سیکرٹریوں کو چاہیئے۔ کہ عورتوں کے اجتماع کے لئے آسانیاں بہم پہونچائیں اور اس طرح بالواسطہ طور پر خود بھی شریک ثواب ہوں ❊

میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں۔ کہ عورتوں کو چاہئیے۔ کہ یہ چندہ اپنے پاس سے ہی دیں۔ خواہ نقدی کی صورت میں۔ خواہ زیور کی صورت میں۔ اور مردوں سے ہرگز اس چندہ کے لئے کچھ طلب کریں اگر ان کے پاس کم رقم ہے۔ تو اس سے شرمائیں نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ دلوں کو دیکھتا ہے۔ نہ کہ رقموں کو۔ وہ اخلاص سے کام کریں۔ تو اللہ تعالیٰ انھیں اس امر کی توفیق دے گا۔ کہ ان کا مجموعی چندہ اس سے زیادہ ہو جائے۔ جتنا کہ ان سے مانگا گیا ہے۔ اور انھیں آئندہ نسلوں کے لئے نمونہ بنا کر ہمیشہ کی رحمتوں کا وارث بنا دیگا ❊

میں یہ بھی ظاہر کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ مسجد برلن کی تحریک کے وقت بعض غیر احمدی عورتیں بھی چندہ میں شامل ہونا چاہتی تھیں۔ لیکن چونکہ اس وقت شرط تھی۔ کہ صرف احمدی عورتوں کا چندہ ہو۔ اس لئے اس کی اجازت نہ دی گئی تھی۔ حتےٰ کہ بعض عورتوں نے اس وجہ سے احمدیت بھی قبول کر لی۔ چونکہ وہ ایک مستقل کام تھا۔ اس وقت یہ شرط کر دی گئی تھی کہ صرف احمدی عورتوں کا چندہ ہو۔ لیکن اس وقت چونکہ عام تبلیغی اغراض کے لئے چندہ ہو رہا ہے۔ اس لئے اس شرط کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی بہن اپنی خوشی سے اس چندہ میں حصہ لینا چاہیں۔ تو ان کا چندہ بھی خوشی کے ساتھ قبول کر لینا چاہیئے ❊

چونکہ کام کا فوراً شروع کیا جانا ضروری ہے۔ اس لئے ایک دفعہ پھر میں جلدی کی تاکید کرتا ہوں ❊

خاکسار

میرزا محمود احمد
خلیفۃ المسیح

۱۷ر اکتوبر ۱۹۲۸ء

دوامی لعنت کے عقیدہ میں تبدیلی

اسلام کا عقیدہ ہے۔ کہ دوزخ میں کسی بڑے سے بڑے گنہگار کو بھی ہمیشہ کے لئے نہیں رکھا جائیگا۔ بلکہ جس طرح ایک مریض صحت کی خاطر ہسپتال میں داخل کیا جاتا ہے۔ اور شفایاب ہو جانے کے بعد وہاں سے نکل آتا ہے۔ بعینہٖ اسی طرح دوزخی بھی گناہ کی آلائشوں سے پاک ہونے کے بعد دوزخ سے نکال دئے جائیں گے۔ اور ایک وقت ایسا بھی آئیگا۔ کہ دوزخ میں کوئی انسان نہیں ہوگا۔ یہ ایک ایسا عقیدہ ہے۔ جسے عقل سلیم قبول کرتی ہے۔ کیونکہ اس کے برعکس ہونے کی صورت میں خدا تعالےٰ نعوذ باللہ ظالم ٹھہرتا ہے غیر اسلامی دنیا جس طرح آہستہ آہستہ دیگر اسلامی معتقدات کی معقولیت کی قائل ہو رہی ہے۔ اسی طرح اس مسئلہ میں بھی اسلام کے قریب تر ہو رہی ہے۔ چنانچہ ماڈرن چرچ مین کانفرنس منعقدہ آکسفورڈ میں بائیبل کے متعلق جہاں یہ قرارداد پاس کی گئی ہے۔

" عیسائی کلیسا میں اس قدر جرأت ہونی چاہیئے۔ کہ وہ بائیبل میں ترمیم کر دے۔ بائیبل کے پرانے عہد نامے سے بہت سی باتیں خارج کی جا سکتی ہیں۔ اور دوسرے عالمگیر مذاہب کے تاریخی واقعات کا خلاصہ اس میں داخل کیا جا سکتا ہے "

یہ تجویز بھی پیش کی گئی

" اس یقین یا اس عقیدہ نے کہ انسان ہمیشہ کے لئے لعنتی یا دوزخی بن جاتا ہے۔ خدا کے متعلق عیسائیوں کے تصور کو ذلیل کر دیا ہے۔ خدا کے خیال میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ جسے دوامی لعنت کہا جا سکے " (ملاپ ۲۷ ستمبر)

اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ عیسائی دنیا اپنے مذہب کے متعلق کیا رویہ اختیار کر رہی ہے۔ اور اسلامی اصول کو کس نگاہ سے دیکھتی ہے۔

مسلمانوں کا بائیکاٹ

مسلمانوں سے چھوت چھات کرنے کے باعث ہندو قوم کروڑپتی اور مسلمان مفلس و نادار ہو چکے ہیں۔ اور اسی ایک حربہ سے یہ چالاک قوم مسلمانوں کا کروڑوں روپیہ ہتھیا رہی ہے جس کی واپسی کی کوئی صورت نہیں۔ اس نقصان کی ایک حد تک تلافی کرنے کے لئے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ نے پچھلے سال یہ تحریک فرمائی تھی۔ کہ مسلمان بھی ہندوؤں سے وہ اشیاء نہ خریدیں جو ہندو مسلمانوں سے نہیں خریدتے۔ اس پر بعض متعصب ہندو اخبارات نے بہت واویلا کیا۔ اور مسلمانوں کی عدم رواداری پر محمول کیا۔ اور اب تک کر رہے ہیں۔ ہم ایسے لوگوں سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ اس تحریک پر اظہار غضب کرنے سے قبل اس خبر کو پڑھیں۔ اور پھر بتائیں۔ کہ عدم رواداری کا الزام مسلمانوں پر عائد ہوتا ہے یا ہندوؤں پر۔ تیج (۵ راکتوبر) لکھتا ہے:۔

" پچھلے دنوں قصبہ راج پور ضلع سہارنپور میں ۸۴ دیہات کے ہندوؤں کا ایک جلسہ ہوا۔ اور قرار پایا۔ کہ مسلمان منہاروں سے چوڑیوں کا پہننا اور خریدنا قطعی بند کر دیا جائے "

مسلمانوں سے چوڑیاں خریدنے کی بندش اس امر کا بدیہی ثبوت ہے۔ کہ ہندو قوم جہاں تک ہو سکے اپنی تجارت کو فروغ دینا اور اپنی دولت کو اپنی قوم میں ہی رکھنا چاہتی ہے۔ ہندوؤں جیسی متمول اور مالدار قوم ہندو دکانداروں کی مدد کے لئے اس قدر زبردست کوشش کرے تو ان مسلمانوں کیلئے قابل غور ہے جو صد درجہ ہتک آمیز اور خلاف انسانیت سلوک ہونے کے باوجود ہندو دوکانوں سے اشیاء خوردنی خرید کر پرلے درجہ کی بے غیرتی کا ثبوت دیتے۔ اور مسلمان دوکانداروں کا حق تلف کر کے اپنی اقتصادی کمزوری کا موجب ہوتے ہیں۔

اشارات

تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ جب خواجہ کمال الدین صاحب کو ان کے "مخلص احباب" نے بظاہر ووکنگ مشن کے متعلق حساب فہمی کے لئے لیکن دراصل بالفاظ خواجہ صاحب ان کی جسمانی موت سے مایوس ہو کر ان پر "اخلاقی موت وارد کرنے کے لئے" انہیں اخبارات میں دھر گھسیٹا۔ تو خواجہ صاحب نے ایک طرف تو اپنی طویل اور خطرناک علالت کا ذکر ایسے دردناک الفاظ میں کیا کہ جس سے پتھر دل بھی موم ہو گئے۔ اور دوسری طرف اخبارات کے لئے مجمل سا جوابی مضمون لکھنے کی محنت و مشقت کا یہ نتیجہ بتایا کہ "جس قدر صحت ہوئی تھی۔ وہ سب جاتی رہی۔ الٹا اختلاج قلب اور ضعف دل کی علامات پیدا ہو گئیں "

اس طرح خواجہ صاحب نے بتایا تھا۔ کہ اپنی صفائی پیش کرنے کے لئے مضمون لکھنے کی کوفت ان کے لئے کس قدر مضر ثابت ہوئی۔ لیکن ۱۹ راکتوبر کا "پیغام صلح" مظہر ہے۔ کہ خواجہ صاحب نے اپنے محب خاص مولوی محمد علی صاحب کی حمایت میں ایک طویل مضمون رقم فرمایا۔ جس کا کچھ حصہ اگرچہ انہیں بقول ان کے اس لئے کاٹنا پڑا۔ کہ "جو باتیں عدالت میں طے ہونی ہوں ان پر پیش از وقت رائے زنی یا اظہار واقعات کرنا خلاف مصلحت عامہ ہے " تاہم مضمون اچھا خاصہ طویل ہے۔

اگر خواجہ صاحب نے یہ مضمون سال ڈیڑھ سال قبل ابلیس کے دوہرے حملہ کی زد سے نکل آنے اور مکمل صحت حاصل ہو جانے پر لکھا ہے تو خواہ ان کے احباب کے لئے جو نامعلوم وجوہات کی بنا پر ان کی موت کی تمنا کر رہے تھے۔ ان کا صحت یاب ہونا کس قدر ہی رنجدہ ہو۔ ہم جناب خواجہ صاحب کو تہ دل سے مبارکباد کہتے ہیں۔ لیکن اگر خدانخواستہ پہلے کی طرح اس مضمون نویسی کا بھی یہی نتیجہ ہو۔ کہ انہیں جس قدر صحت حاصل ہوئی وہ سب جاتی رہے۔ الٹا اختلاج قلب اور ضعف دل کی علامات شروع ہو جائیں۔ تو گو ہم انہیں قابل ہمدردی سمجھتے ہیں۔ تاہم اس پہلو سے تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ انہوں نے اپنی صحت کو ایک بار پھر ان مخلص احباب کے لئے قربان کرنے سے دریغ نہ کیا۔ جنہوں نے ان پر اخلاقی موت وارد کرنے کی سازش کی تھی۔ اور اخبارات میں ان پر جھوٹے الزامات لگا کر ایک باقاعدہ جنگ جاری کر دی تھی۔

خواجہ صاحب نے بڑی ہمت سے کام لیا۔ اور اپنے مخلص احباب کے لئے اپنے سلوک پر نادم اور شرمسار ہونے کا بہت اچھا موقعہ بہم پہونچایا۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے پیغام صلح نے ان کی تکلیف فرمائی کی کچھ قدر نہ کی۔ اور ان کے مضمون کے ایک حصہ کو کاٹ کر اس لئے دوسری جگہ پھینک دیا کہ "والئے مانگرول کا ارشاد گرامی" جو پہلے بھی بحروف جلی شائع ہو چکا تھا۔ اور جس میں پیغام صلح کی اوپرے دل سے مدح سرائی کی گئی ہے۔ اسے نمایاں جگہ دے سکے۔ مولوی محمد علی صاحب کے کسی مضمون کے ساتھ یہ سلوک کرنا تو الگ رہا۔ پیغام نے کبھی کسی معمولی مضمون کے ساتھ بھی شائد ہی ایسا بے رحمی کا برتاؤ کیا ہو۔

معلوم ہوتا ہے۔ پیغام نے اپنے دل پر جبر کی بہت بڑی سل رکھ کر خواجہ صاحب کے مضمون کو جگہ تو دیدی۔ اور وہ بھی صرف اس لئے۔ کہ اس میں مولوی محمد علی صاحب کی حمائت کی گئی تھی۔ مگر اس پر بھی پہلے تو خود خواجہ صاحب کو قطع و برید کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ اور پھر "والئے مانگرول کا ارشاد گرامی" اس میں گھسیڑ کر اس کی وقعت کو گرا دیا۔ اور پھر دوسرے صفحہ پر چند سطور درج کرنے کے بعد "مجون مقوی معدہ تلازمہ تندرست و طاقت ور بناتی" والی "بال جیون گھٹی" کو چند پیسوں کی خاطر جگہ دے کر خواجہ صاحب کے مضمون کا گلا گھونٹ دیا۔

"والئے منگرول" سے پیغامیوں کی طلب زر کی توقعات کتنی ہی بڑھی ہوئی ہوں۔ لیکن خواجہ صاحب سے ان لوگوں نے جس قدر فوائد حاصل کئے ہیں۔ انہیں اس طرح نظر انداز کر دینا ہرگز مناسب نہ تھا۔ اور وہ بھی اس وقت جب خواجہ صاحب نے ان کی حمائت میں قلم اٹھایا تھا۔ دو چند کوڑی کے اشتہار کے لئے ان کے مضمون کو کاٹ نہیں دینا چاہیئے تھا۔

خواجہ صاحب نے اپنے مضمون میں یہ دکھانے کی کوشش کی ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب اپنی تصانیف کا جو "حق الخدمت" وصول کرتے ہیں۔ یہ اس ناقدر شناسی کا ثبوت ہے۔ جو ہم میں (غیر مبائعین میں) پایا جاتا ہے " اور دلیل یہ دی ہے۔

" میں بھی اس وقت تصنیف کا ہی کام کرتا ہوں۔ اور اس قدردانی سے بھی واقف ہوں۔ جو اس قسم کی تصنیف کی ہونی چاہیئے۔ میری ایک جدید تصنیف کی ایک کاپی پچاس پونڈ اور پانسو روپے تک بکی ہے "

ایک تصنیف کا کام کرنے والے کا دوسرے تصانیف کا حق الخدمت وصول کرنے والے کی حمایت کے لئے کھڑا ہونا "من ترا حاجی بگویم تو مرا ملا بگو" سے بڑھ کر حقیقت نہیں رکھتا۔ خواجہ صاحب کو ثابت یہ کرنا چاہیئے تھا۔ کہ جب ان کی ایک جدید تصنیف کی ایک کاپی پچاس پونڈ اور پانسو روپیہ تک بکی۔ تو وہ شخص جو ان کے نزدیک سلطان القلم کی روایات قلم کو قائم رکھنے میں "ممتاز ہستی" ہے۔ اس کی تصانیف کی ایک ایک کاپی خود خواجہ صاحب نے کس کس قیمت پر خریدی۔ اور اس کی کتنی قدردانی کی۔ اپنی کسی کتاب کی ایک کاپی کو پچاس پونڈ اور پانسو روپیہ میں فروخت کرنے سے یہ کس طرح ثابت ہو گیا ہے۔ کہ خواجہ صاحب اس قدردانی سے واقف ہیں۔ جو مولوی محمد علی صاحب کی تصانیف کی ہونی چاہیئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

غیر مبائعین کی فتنہ آرائیوں کے متعلق کچھ نہ لکھا جائے

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(فرمودہ ۱۲؍ اکتوبر ۱۹۲۸ء)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

اسلام ایک ایسا مذہب ہے۔ جس میں

ہر مسئلہ زندگی

کے لئے کچھ قوانین مقرر فرمائے گئے ہیں اور اپنے پیرووں کے لئے رہنمائی کا سامان کیا گیا ہے۔ پس ہر ایک مسلمان کو ہر موقعہ پر ٹھیر کر یہ دیکھ لینا چاہئے کہ جس معاملہ کو وہ شروع کرنے والا ہے۔ اس کے متعلق

اسلام کی کیا ہدایت ہے۔

وہ آزاد نہیں۔ کہ جس طرح چاہے۔ کوئی کام کرے۔ اس کا دوستانہ بھی بعض احکام کے ماتحت ہے۔ اور اس کی دشمنی بھی بعض احکام کے ماتحت ہے۔ اس کا دفاع بھی بعض احکام کے ماتحت ہے۔ اور اس کا حملہ بھی بعض احکام کے ماتحت ہے۔ اس کی تعریف بھی بعض احکام کے ماتحت ہے۔ اور اس کی مذمت بھی بعض احکام کے ماتحت ہے۔ اس کی محبت بھی بعض احکام کے ماتحت ہے اور اس کی نفرت بھی بعض احکام کے ماتحت ہے۔ غرض اس کی ہر چیز

بعض احکام کے ماتحت

ہے۔ اور ان احکام سے آزاد ہو کر وہ کوئی کام نہیں کر سکتا۔ جب تک وہ مسلمان کہلاتا ہے۔ جب تک وہ اپنے آپ کو اسلام سے وابستہ کرتا ہے۔ اس وقت تک ان احکام کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا اسکے لئے ضروری ہوگا۔

مختلف شعبہ ہائے زندگی

کے متعلق اسلام نے جو احکام بیان فرمائے ہیں۔ ان میں سے ایک حکم

لڑائی کے متعلق

بھی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ جس وقت دشمن لڑائی چھوڑ دے۔ تو تم بھی لڑائی چھوڑ دو۔ بظاہر یہ حکم

بڑا سخت

معلوم ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ ایک دشمن دیر تک حملہ کرتا رہے۔ اور جب بہت کچھ نقصان پہونچا دے۔ تو پھر ہتھیار ڈال دے۔ یا ہو سکتا ہے۔ کہ ایک دشمن دیکھے۔ وہ ظاہر میں مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے مقابلہ مخفی کر دے اور ظاہر میں ہتھیار ڈال دے۔ اسی طرح یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ دشمن اس خیال سے کہ اسے نئے سرے سے تیاری کرنے کے لئے وقفہ کی ضرورت ہے۔ ہتھیار ڈال دے۔ اور پھر طاقت حاصل کر کے لڑائی شروع کر دے۔ غرض کئی وجوہ ہو سکتی ہیں۔ اور جب کوئی دشمن ہتھیار ڈال دے۔ اس پر ہمارا مطمئن ہو جانا آئندہ

بہت سی مشکلات کا باعث

ہو سکتا ہے۔ لیکن جہاں بعض ظاہری تکلیفیں پیدا ہو سکتی ہیں۔ وہاں اس کے ساتھ بعض

اخلاقی فتوحات

بھی لگی ہوئی ہیں۔ وہ انسان جو اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے جوشوں کو دباتا ہے۔ اگر کسی بات میں دنیا کی نظروں میں حقیر بھی ہو جائے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت اور بڑھا دیتا ہے۔ پس گو بظاہر اس حکم کے ساتھ شکست لگی ہوئی ہے۔ مگر ایک بہت بڑی فتح بھی ہے۔ اور وہ اخلاقی اور مذہبی فتح ہے

پچھلے دنوں سے جاری بھی

ایک جنگ

جاری تھی۔ اور وہ غیر مبائعین کے ساتھ تھی۔ انھوں نے معاہدہ کر کے توڑا۔ اور متواتر "پیغام" میں ایسے مضامین نکلے۔ جن کی غرض کسی مسئلہ کو ثابت کرنا نہ تھی۔ بلکہ لوگوں کی نظروں میں ہمیں گرانا اور ہمارے خلاف جذبۂ نفرت بھڑکانا تھا۔ ان کی مثال ایسی ہی تھی۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مولویوں کے متعلق فرماتے۔ کہ یہ لوگ مسائل کے متعلق بحث نہیں کرتے۔ ان کی غرض یہ نہیں ہوتی۔ کہ لوگوں کے سامنے حق ظاہر ہو۔ بلکہ یہ ہمارے خلاف لوگوں کو بھڑکانے کے لئے مباحثات کرتے ہیں۔ اور فرماتے کہ

ایک عورت تھی

جو باہر کام کاج کرتی تھی۔ ایک شخص جب اس کے پاس سے گذرتا۔ تو اسے سلام کرتا۔ اور وہ اسے گالیاں دینا شروع کر دیتی۔ ایک دن کسی نے کہا یہ کیا ہے۔ وہ تو تمہیں سلام کہتا ہے۔ اور تم اسے گالیاں دیتی ہو۔ اس نے کہا۔ یہ مجھے سلام کی خاطر سلام نہیں کرتا۔ بلکہ چڑانے کے لئے سلام کہتا ہے۔ کیونکہ یہ کہتا ہے۔ "بھابی کانی سلام" اس کی غرض سلام کرنا نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ ہوتی ہے۔ کہ سلام کے پردے میں مجھے کانی کہے۔ اس کے متعلق تو واقعہ موجود تھا۔ وہ عورت کانی تھی۔ مگر ایسا بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے متعلق فرماتے۔ کہ لوگوں کو بھڑکانے اور اشتعال دلانے کے لئے آپ کے خلاف اعتراضات کئے جاتے۔ یہی حال غیر مبائعین کا تھا۔ مثلاً جب پچھلے سال

اتحاد کی تحریک

کی گئی۔ تو "پیغام صلح" میں بار بار اس قسم کے مضامین لکھے گئے۔ کہ میاں صاحب نے کفر کا مسئلہ چھوڑ دیا ہے۔ اس سے ان کی غرض یہ تھی۔ کہ میں بظاہر اعلان کروں کہ

کفر و اسلام کا مسئلہ

قائم ہے۔ اور وہ مسلمانوں کو بھڑکائیں۔ کہ ان کے ساتھ تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ حالانکہ غیر مبائعین کا ہندوؤں اور عیسائیوں سے تعلق ہو سکتا ہے۔ حتیٰ کہ دیو بندیوں سے ملکر وہ کام کر سکتے ہیں۔ مگر ہمارے ساتھ مسلمانوں کا ملکر کوئی کام کرنا انھیں گوارا نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کی غرض یہ نہیں۔ کہ کفر کے فتوے کو مٹایا جائے۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ ہمیں مٹایا جائے۔ کیونکہ انکا

سارا زور

ہمارے خلاف لگتا ہے۔ بے شک کبھی کبھی وہ یہ بھی لکھ دیتے ہیں۔ کہ مسلمانوں میں ایسے فرقے ہیں۔ جو ایک دوسرے پر کفر کا فتوے لگاتے ہیں۔ ان کی مخالفت کرنی چاہئے۔ مگر کبھی نام لے کر انھوں نے احرار دیو بندیوں کو مخاطب نہیں کیا۔ اور نہ ان کے خلاف اتنا زور صرف کیا ہے۔ جتنا ہمارے خلاف کرتے ہیں۔ نام لے کر ہمارے ہی پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے۔ کہ وہ ہمیں کمزور سمجھتے ہیں۔ اور مشہور ہے۔ "نزلہ بر عضو ضعیف مے ریزد"۔

پس ہمارے خلاف اس قسم کے مضامین اخباروں میں شائع کرنے سے

ان کی غرض

محض لوگوں کو ہمارے خلاف بھڑکانا ہے۔ نہ کہ مسئلہ کفر و اسلام کی تحقیق کرنا یا ہمیں اشتعال دلانے کے لئے اس طرح کرتے ہیں۔ تاکہ ہم مشتعل ہو کر اس بحث میں پڑ جائیں۔ اور اتحاد کی تحریک کو جو متفقہ اور متحدہ مقاصد کے لئے ہے۔ چھوڑ دیں۔ حالانکہ میں اس تحریک کے ساتھ ہی یہ اعلان کر رہا ہوں کہ کفر و اسلام کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ ان امور کے متعلق ہے۔ جو سب مسلمانوں میں مشترک ہیں۔ اور جن کا اثر سب فرقوں کے مسلمانوں کو پہونچتا ہے۔ لیکن کہا جاتا ہے۔ "دشمن بات کرے ان ہونی"۔ یہی ان کی حالت ہے، ان کی غرض پبلک کو ہمارے خلاف اشتعال دلانا اور بھڑکانا تھی۔ وہ یہ نہیں دیکھتے تھے۔ کہ خواہ ہماری جماعت کتنی چھوٹی ہے۔ مگر اس نے اسلام کی اتنی خدمت کی ہے۔ جتنی سارے مسلمان ملکر بھی نہیں کر سکتے۔ اگر ان لوگوں کو

اسلام سے محبت

ہوتی۔ تو خواہ ہمیں بدترین کافر ہی سمجھتے۔ یہ خیال کر لیتے۔ کہ خدا تعالیٰ ہم سے اسلام کی خدمت لے رہا ہے۔ اور وہ فاسق و فاجر سے بھی اپنے دین کی خدمت لے لیتا ہے۔ چنانچہ

ایک دفعہ جنگ میں

لڑتے ہوئے ایک شخص کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یہ جہنمی ہے۔ مگر خدا تعالیٰ رجل فاسق سے بھی دین کی خدمت لے لیتا ہے دیکھو جب وہ شخص مسلمانوں کی طرف ہو کر لڑ رہا تھا۔ اس وقت اس کے متعلق یہ تو کہا گیا۔ کہ یہ جہنمی ہے۔ مگر یہ نہیں کیا۔ کہ اسے الگ کر دیا ہو اسے لڑنے نہ دیا۔ لیکن اس وقت جبکہ اسلام سے ساری دنیا کی لڑائی شروع ہے۔ اور ہم

اسلام کی حفاظت کے لئے

مخالفین اسلام کا مقابلہ کرنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ یہ لوگ ہمارے پیچھے پڑ گئے۔ اور لوگوں سے کہنے لگے۔ یہ اسلام کے دشمن ہیں انہیں اسلام کی حفاظت کا کام کرنے سے روک دو۔ انہیں دیکھنا یہ چاہئے تھا۔ کہ جو تحریک ہم نے کی ہے۔ وہ اسلام سے دشمنی ہے۔ یا اسلام کی خدمت۔ اگر اسلام کی خدمت تھی۔ تو کتنے تعجب کی بات ہے۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے باغیرت انسان نے تو اس شخص کو مسلمانوں کے ساتھ ملکر کفار سے لڑنے دیا۔ جو جہنمی تھا۔ مگر انہوں نے یہ گوارا نہ کیا۔ کہ ہم اسلام کی کوئی خدمت کر سکیں۔ کیا یہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی زیادہ اسلام کے لئے باغیرت تھے۔ بات یہ ہے۔ سوائے فساد ڈلوانے اور فتنہ پیدا کرنے کے ان کی کوئی غرض نہ تھی۔

پھر انہوں نے اسی پر بس نہ کی۔ جب کچھ لوگوں نے ہم پر

ذاتی الزام

لگانے شروع کئے۔ تو ان لوگوں کے بڑے حصہ نے ان بہتانوں کو پھیلانا شروع کیا۔ اس کا

یقینی ثبوت

ہمارے پاس موجود ہے۔ میں معزز غیر احمدیوں کے ثبوت پیش کر سکتا ہوں۔ جنہوں نے ان کی مجالس کے حالات لکھے۔ اور بتایا کہ کس حقارت آمیز طریق سے ان بہتانوں کا ذکر کیا جاتا تھا۔ بے شک بعض یہ بھی کہتے۔ کہ ہمیں یقین نہیں آتا۔ یہ باتیں درست ہوں۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتے۔ جب قادیان میں رہنے والے بیان کرتے ہیں تو کچھ نہ کچھ ہوگا ہی۔ اور بعض تو قسمیں کھا کھا کر کہتے۔ کہ یہ الزام درست ہیں۔

میں نے اس پر بھی صبر کیا۔ اور خاموش رہا۔ آخر ان لوگوں نے اخبارات میں اس قسم کی باتیں لکھنی اور لکھانی شروع کر دیں۔ جن سے

انتہائی درجہ کا بغض اور عناد

ظاہر ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ ۱۷ ؍ جون کے جلسہ کے متعلق جو کچھ انہوں نے کیا۔ وہ نہایت ہی قابل شرم تھا اس پر آج اگر یہ لوگ شرم محسوس نہیں کریں گے۔ تو ان کی نسلیں محسوس کریں گی۔ تب مجھے اعلان کرنا پڑا۔ کہ ان لوگوں نے چونکہ معاہدہ توڑ دیا ہے۔ اس لئے قرآن کریم کے حکم کے مطابق ہم بھی اعلان کرتے ہیں۔ کہ ہم اس معاہدہ کے پابند نہیں ہیں۔

ہمارے اخبارات

ابھی خاموش ہی تھے۔ کہ ان کے اخبار نے شور مچانا شروع کر دیا۔ کہ شروع سے ہی انہوں نے معاہدہ کی پابندی نہیں کی۔ اور ایسے ایسے فقرے جو کوئی شریف انسان چوہڑے چمار کے لئے بھی استعمال نہیں کرتا۔ انہوں نے ہمارے متعلق استعمال کئے۔ جب انہوں نے ایسی باتیں لکھنی شروع کیں۔ تو ہمارے اخبارات نے بھی جواب کی طرف توجہ کی۔ اس پر معاً انہیں معلوم ہو گیا۔ کہ حملہ کرنا خواہ کتنا ہی شیریں اور خوش کن ہو۔ لیکن

حملہ برداشت کرنا آسان نہیں

ہے۔ حملہ برداشت کرنے کے لئے بڑی ہمت کی ضرورت ہوتی اور بڑی اولوالعزمی کا کام ہوتا ہے۔ میں ہر ایک سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوں۔ اگر کوئی

پبلک کمیشن

فیصلہ کر دے۔ کہ میں نے غیر مبایعین کے حملوں کو ان کی نسبت کم برداشت کیا۔ اور مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء نے مجھ پر جو حملے کئے۔ ان سے زیادہ میری طرف سے ان پر کئے گئے ایسا کمیشن کوئی بیٹھے یا نہ بیٹھے۔ بہر حال انہیں معلوم ہو گیا۔ کہ حملہ کرنا بہت آسان ہے۔ لیکن حملہ کر کے اس کا

خمیازہ بھگتنا آسان نہیں

انہیں پتہ لگ گیا کہ جن پر حملہ کیا جائے۔ وہ بھی جواب دے سکتے ہیں۔ اور ان کے ہاتھ میں بھی قلم ہے۔ اور بہت مضبوط قلم ہے۔ اس پر معاً وہ فریق جس کے نزدیک معاہدہ کی پابندی کوئی حقیقت نہ رکھتی تھی۔ جس نے خدمت اسلام کا کوئی خیال نہ کیا تھا۔ جس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے اظہار کے لئے جلسوں کو روکنے میں پورا زور لگایا تھا۔ اور پھر جس نے نہایت کامیاب جلسوں کو حقارت کی نظر سے دیکھا تھا۔ ایک

اور رنگ اختیار

کرنے پر مجبور ہو گیا۔

کیا یہ

عجیب بات

نہیں۔ کہ وہی پیغام جو کہتا تھا۔ ۱۷ ؍ جون کے جلسوں میں مسلمانوں کو شریک نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اس کی تحریک کرنے والے رسول کریمؐ کو خاتم النبیین نہیں مانتے۔ اپنے خاتم النبیین نمبر میں ایک عیسائی کا مضمون شائع کرتا ہے جس میں لکھا ہے

آپ کا اسلام اس کے سوا کچھ نہ تھا۔ کہ وہ آبائی ملت اور یہودیت کے مقابل مسیحیت کی تائید و تصدیق ہی تھا۔ اس وجہ سے ہم مسیحی حضرت محمد کی دعوت کو مسیحیت کا مصدق یقین کرتے ہیں۔

مطلب یہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو تعلیم دی وہ مسیحیت سے چرائی ہوئی تھی۔ ان الفاظ میں دیکھو کس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نعوذ باللہ عیسائی ہونے اور عیسائیت کی تعلیم چرانے کا الزام لگایا گیا ہے۔ مگر کیا کوئی

ذلیل سے ذلیل دشمن

بھی یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو تعریف کرتے وہ اس سے بھی ادنی اور گری ہوئی ہوتی۔ مگر اس عیسائی نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات پر جو حملہ کیا۔ وہ تو اس قابل تھا۔ کہ اسے "پیغام صلح" شائع کرے اور ایک لفظ بھی اس کے خلاف نہ لکھے۔ لیکن ہم نے تمام ہندوستان میں ۱۷ ؍ جون کے جلسے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف و توصیف میں کئے۔ وہ اس قابل نہ تھے۔ کہ کوئی مسلمان ان میں شامل ہوتا۔

پس یہ سب باتیں انہوں نے ہمارے خلاف کیں۔ اور ان کے کرنے میں قطعاً نہ ہچکچائے۔ مگر جب ان کو جواب دیا جانے لگا تو معاً یاد آ گیا۔ کہ انسان کو اچھے اخلاق رکھنے چاہئیں۔ اور

تہذیب اور متانت کے دائرہ کے اندر

رہ کر دوسروں کے متعلق لکھنا چاہیئے۔ یہ ان کی ایسی ہی مثال تھی۔ کہ جب ٹرکی اور بلغاریہ کی جنگ ہوئی۔ اور جب تک ترک ہارتے رہے۔ یورپین سلطنتیں کہتی رہیں۔ ہم ان میں دخل نہیں دیتیں۔ لیکن جب ترکی فوجیں بڑھنے لگیں۔ اور بلغاریہ شکست کھانے لگا۔ تو معاً ان سلطنتوں کی فوجیں آ گئیں۔ اور انہوں نے کہدیا۔ ہم لڑنے کی اجازت نہیں دیتے۔ اب لڑائی بہت وسعت اختیار کرتی جاتی ہے۔ اسی طرح جب

یونان اور ٹرکی کی جنگ

ہوئی۔ تب بھی کہا گیا جب تک خیال رہا۔ کہ یونان ترکی کے مقابلہ میں خوب جنگ کر سکتا ہے۔ تو کہا گیا۔ ترکوں کو کم از کم چھ ماہ یونان کے پہلے قلعہ کے فتح کرنے میں لگیں گے۔ لیکن جب چند دن کے اندر اندر ٹرکی فوجیں یونان میں گھسنے لگیں۔ تو معاً یہ کہہ کر دخل دیدیا۔ کہ ہم لڑائی بڑھانے کی اجازت نہیں دے سکتے۔

اسی طرح غیر مبایعین نے کیا ہے۔ ان کی یہ صلح صلح نہ تھی۔ اور یہ اخلاق اخلاق نہ تھے۔ یہ محض اس ڈر کے مارے تھا۔ کہ اب حملہ ان پر ہوا ہے۔ لیکن بہر حال کسی نیت سے ہو۔ ہم یہ اس لئے کہتے ہیں کہ ان کے اعلان کے بعد

کئی جگہوں سے خطوط

آئے ہیں۔ کہ ان لوگوں نے زبانی حملے بڑے زور سے شروع کر رکھے ہیں جو مجالس میں کرتے ہیں۔ اس سے میں سمجھتا ہوں۔ ان کا یہ اعلان بناوٹی ہے۔ مگر باوجود اس کے میں اعلان کرنے والے پر

بناوٹ کا الزام نہیں

لگاتا۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے موقعہ کے متعلق فرمایا ہے۔ کیا تم نے دل پھاڑ کر دیکھ لیا ہے۔ میں نے چونکہ دل پھاڑ کر نہیں دیکھا۔ اس لئے اس کے متعلق کچھ نہیں کہتا۔ اگر یہ اعلان ایک فرد کی طرف سے ہے۔ تو میں اسے قبول کرتا ہوں لیکن اگر یہ اس گروہ کی طرف سے ہے۔ تو کہوں گا۔ کہ وہ لوگ اس پر نہیں چل رہے۔ بہر حال چونکہ یہ اعلان ایک ذمہ دار شخصیت کی طرف سے ہوا ہے۔ اس لئے میں اپنے اخبارات سے کہتا ہوں کہ وہ بھی

ذاتیات کے متعلق

لکھنا چھوڑ دیں کیونکہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ وان جنحوا للسلم فاجنح لها وتوکل علی اللّٰہ انہ ھو السمیع العلیم جب تک وہ پھر یہ طریق اختیار نہ کریں۔ ہمیں بھی اس پہلو کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ ہاں جس طرح افراد میں زبانی طور پر وہ ابھی تک الزام لگاتے اور ایسی باتیں پھیلاتے ہیں۔ ہماری جماعت کے لوگوں کو بھی اجازت ہے۔ کہ وہ بھی زبانی باتیں بیان کریں۔ اسی طرح مذہبی مسائل میں غیر احمدیوں کو ہمارے خلاف اکسانے اور اشتعال دلانے کا جو طریق انہوں نے اختیار کر رکھا ہے۔ اور اب بہت سا زور اسی پر صرف کر رہے ہیں ہمیں بھی اس پہلو سے ان کا

مقابلہ کرنا چاہیئے

میں اس سے نہیں روکتا۔ بلکہ اسے جاری رکھنے کے لئے کہتا ہوں۔ تاکان لوگوں کو یہ بھی معلوم ہو جائے۔ کہ مذہب کی غرض کسی کے خلاف لوگوں کو اکسانا اور مشتعل کرنا نہیں۔ اور نہ اس طرح کسی کے عقائد کی صداقت ثابت ہو سکتی ہے۔ مگر ذاتیات کے متعلق کچھ نہیں لکھنا چاہیئے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ پابندی بہت بھاری معلوم ہوگی۔ اور کہا جائے گا کہ وہ لوگ ایک عرصہ تک بہتان سازی اور افتراء پردازی کرتے رہے ہیں۔ لیکن جب ہم نے جواب دینا شروع کیا ہے۔ تو روک دیا گیا ہے مگر یہ پابندی خواہ کتنی ہی تلخ ہو۔ بہرحال اس کا ماننا ضروری ہے کیونکہ یہ اس شیریں ہستی کی طرف سے ہے۔ جس سے شیریں اور کوئی چیز نہیں ہے۔ چونکہ ہمارا مولا کہتا ہے۔ کہ ایسے موقع پر تم یوں کرو۔ اس لئے ہمیں اسی طرح کرنا چاہیئے۔ اور خوشی سے کرنا چاہیئے۔ پس تم اس

تلخ گھونٹ

کو پی لو۔ کیونکہ یہ سب سے پیارے کی طرف سے پلایا جا رہا ہے۔ اگر اس کا کوئی نقصان ہوگا۔ تو یاد رکھو ہمارا آقا غدار اور دھوکہ باز نہیں۔ وہ بے وفائیوں کو نظرانداز کر کے بھی وفا کرتا ہے۔ اگر اس کیلئے ہم تکلیف اٹھائیں گے۔ تو کیوں نہ ہمارے نقصان کو دور کرنے کا انتظام کریگا۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ

ہمارے اخبار نویس

اس بات کو مدنظر رکھیں گے۔ کہ اخبار میں کوئی ایسی بات نہ ہو۔ جو ذاتیات پر حملہ ہو۔ باقی رہا لوگوں میں زبانی باتیں کرنا۔ اگر غیر مبایعین اس میں بھی ہتھیار ڈالدیں گے۔ اور فتنہ انگیزی کے اس طریق سے باز آجائیں گے۔ تو ہم بھی ان کے متعلق زبانی باتیں بیان کرنا بند کر دینگے ان سے پہلے معاہدہ کا جو

تلخ تجربہ

ہوا ہے۔ اس کی وجہ سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ آئندہ اگر کوئی معاہدہ ہوا تو ایک کمیٹی بنانا پڑیگی۔ جو یہ دیکھتی رہے۔ کہ کون اس معاہدہ کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ اور خلاف ورزی کرنے والے کے متعلق ضروری کارروائی کرے ؛

مگر میرے

اس خطبہ کا یہ مطلب نہیں

ہے۔ کہ غیر مبایعین نے مقدمہ بازی کے جو نوٹس دئے ہیں۔ وہ چھوڑ دیں۔ انہوں نے جو نوٹس دئے ہیں۔ ان کے متعلق میں کہتا ہوں بے شک چلائیں۔ اور ضرور چلائیں۔ مومن کبھی ڈر کر ہتھیار نہیں پھینکا کرتا۔ ہم نے پہلے بھی ان پر حملے نہ کئے تھے۔ مجبوراً دوستوں کو ان کے بار بار کے حملوں کے جواب میں قلم اٹھانا پڑا تھا۔ تاہم ابھی دو ہی جمعے گذرے ہیں۔ کہ میں نے خطبہ جمعہ میں ایک مضمون کے متعلق جتنی سختی سے کوئی کچھ کہہ سکتا تھا۔ نوٹس لیا۔ لیکن میں ہر ایک کو اس بات کے لئے مجبور نہیں کر سکتا۔ کہ وہ اتنا ہی حوصلہ دکھائے۔ جتنا میں خود دکھاتا ہوں۔ میرے لئے اور مقام ہے اور دوسروں کے لئے اور۔ پس میں نے ذاتیات کے متعلق لکھنے سے جو روکا ہے۔ یہ اس لئے نہیں۔ کہ

غیر مبایعین مقدمات چھوڑ دیں

جب وہ سمجھتے ہیں۔ کہ ان کی ہتک ہوئی ہے۔ اور اس ہتک کا علاج سوائے مقدمہ بازی کے اور کوئی نہیں۔ اور وہ سمجھتے ہیں۔ کہ جب تک پانچ ہزار اور پچاس ہزار کی رقوم ان کی جیبوں میں نہ جا پڑیں۔ ان کی عزت قائم نہیں ہو سکتی۔ تو وہ اس کے لئے پورا زور لگائیں۔ ہم کب چاہتے ہیں۔ کہ کسی کی ذلت ہو۔ اور وہ ذلت کو دور کرنے کی کوشش نہ کرے۔ وہ مقدمہ کرنا چاہتے ہیں تو کریں۔ آگے

اللہ تعالےٰ کی مشیت

فیصلہ کرے گی۔ کہ انہیں وہ ہزار ملتا ہے یا نہیں ملتا۔ اس معاملہ سے میں تعلق نہیں رکھتا۔ اس کا تعلق ایڈیٹر سے ہے۔ جنہوں نے مضمون شائع کیا۔ وہ اس کے ذمہ وار ہیں۔ مگر ذاتیات کے متعلق نہ لکھنے کا فیصلہ میری طرف سے ہے۔ ان کی طرف سے نہیں۔ اور وہ

ہتھیار ڈالنے کے لئے تیار نہیں

جیسا کہ اخبار سے پتہ لگتا ہے۔ وہ کسی نہ کسی طرح اس معاملہ کا ذکر لے آتے ہیں۔ لیکن میں کہتا ہوں۔ جب دشمن نے ہتھیار ڈالدئے ہیں۔ تو تم بھی اسے چھوڑ دو۔ کیونکہ قرآن کریم کہتا ہے۔ وان جنحوا للسلم فاجنح لھا۔

—۲—

احمدیہ مشن لنڈن اور احمدی خواتین

اس کے بعد

ایک اور بات

میں کہنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ انگلستان کے تبلیغی مشن کا کام بہت ترقی کر گیا ہے۔ اگرچہ مشن میں کام کرنے والوں نے کام کی زیادتی کو پیش نہیں کیا۔ سوائے خان صاحب منشی فرزند علی صاحب کے جو وہاں گئے ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے۔ مبلغین کے علاوہ دوسرے دوست جو وہاں گئے ہیں وہ بھی اور ایسی پر لکھتے رہے ہیں۔ کہ اب کام دو آدمیوں کی طاقت سے بہت بڑھ گیا ہے۔ ماہوار رسالہ کا تیار کرنا طلباء کا خیال رکھنا مسجد کی نگرانی اور آبادی کا کام کرنا۔ رپورٹیں لکھنا۔ مشن کا حساب کتاب رکھنا۔ اس قسم کے بہت سے کام ہیں۔ یہاں سے جب انگریزی ریویو شائع ہوتا تھا۔ تو اس کے لئے دو ایڈیٹر مقرر تھے۔ ان کے علاوہ اور عملہ بھی تھا۔ مگر وہاں صرف دو آدمی ہیں جنہیں رسالہ کا سارا کام کرنے کے علاوہ اور بھی بہت سے کام کرنے ہوتے ہیں۔ لوگوں میں اسلام کی تبلیغ کرنا نومسلموں کی تعلیم و تربیت کرنا مختلف سوسائٹیوں میں لیکچر دینا۔ غرض

کام بہت وسیع ہو چکا ہے

اور دو آدمیوں کی ہمت سے زیادہ ہے۔ اس لئے میں نے تجویز کی ہے۔ کہ وہاں

ایک اور مشنری

[illegible] مگر بجٹ میں اس کے اخراجات کے لئے گنجائش نہیں ہے۔ اس لئے یہ تجویز کی گئی ہے [illegible] ہماری جماعت کی عورتیں مہیا کریں۔ اس مبلغ کا

سالانہ خرچ چار ہزار روپیہ

کے قریب ہوگا۔ اور خیال یہ ہے۔ کہ ایک انگریز نومسلم کی تربیت کر کے اس سے یہ کام لیا جائے۔ وہاں کے لوگ اس کی باتیں زیادہ توجہ سے سن سکیں گے۔ اور وہ بھی ان کے مزاج اچھی طرح سمجھتا ہوگا اس کے لئے

عورتوں میں تحریک

کی گئی ہے۔ اس موقعہ پر پچاس ساٹھ کے قریب عورتیں ہوں گی۔ ان سے تین سو کی رقم وصول ہو گئی ہے۔ اور پانچ سو کا وعدہ ہوا ہے کل (بروز ہفتہ) پھر ارادہ ہے۔ کہ عورتوں میں یہ تحریک کی جائے امید ہے ہزار بارہ سو روپیہ یہاں کی مستورات کے چندہ سے ہو جائیگا۔ باہر کی عورتوں سے بھی امید ہے۔ کہ وہ اس تحریک میں بخوشی حصہ لیں گی۔ چونکہ لنڈن مشن کا بجٹ بہت تھوڑا ہوتا تھا اس لئے اس کے ذمہ اخراجات کا بقایا ہوتا رہا ہے۔ جو ۵ ہزار کے قریب ہے۔ لنڈن کی مسجد چونکہ

احمدی عورتوں کے چندہ سے

بنی ہے۔ اس لئے انہی کی ہے۔ مردوں کا روپیہ مکان خریدنے اور تجارت پر لگایا گیا۔ اور کچھ روپیہ یہاں جماعت کے لئے جائداد خریدنے پر صرف کیا گیا تھا۔ اس طرح چونکہ مردوں کا روپیہ خرچ ہوا تھا۔ اس لئے لنڈن کی مسجد عورتوں کے اس روپیہ سے بنی ہے جو مسجد کے لئے جمع کیا گیا تھا۔ چونکہ وہ مسجد عورتوں ہی کی ہے۔ اس لئے اس مشن کا سارا خرچ عورتوں کو ہی برداشت کرنا چاہیئے۔ اس سال

نو ہزار کی تحریک

عورتوں میں کی جاتی ہے۔ یہ تحریک اخبار میں بھی چھپ جائیگی۔ اس طرح باہر کی خواتین اس میں حصہ لے سکینگی۔ یہاں کے دوست بھی اپنے گھروں میں اسے پہنچا دیں۔ اگر اب کے تحریک سے رقم بڑھ جائیگی۔ جیسا کہ خدا کے فضل سے ہماری تحریکات کے متعلق ہوتا ہے۔ تو اگلی دفعہ اس رقم کو منہا کر کے بقیہ کے لئے تحریک کی جائیگی مثلاً اگر اس سال تحریک سے ایک ہزار زائد رقم جمع ہو گئی۔ تو اگلے سال چار ہزار کی بجائے ۳ ہزار کے لئے تحریک کی جائے گی۔ میں سمجھتا ہوں

تمام دنیا میں پھیلی ہوئی جماعت

کی عورتوں کے لئے ۹ ہزار کی رقم نہایت قلیل ہے۔ اور وہ بہت جلدی اسے پورا کر دیں گی ؛

اس کے متعلق میں یہ بھی ہدایت کرتا ہوں۔ کہ

مرد اس تحریک میں حصہ نہ لیں

کئی مرد یہ سمجھ کر کہ عورت کے پاس کچھ نہیں۔ اپنے پاس سے روپیہ دیدیتے ہیں۔ مگر اس طرح عورتوں میں وہ روح نہیں پیدا ہو سکتی۔ جو خدا کیلئے اپنا مال دینے سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے مردوں کو چاہیئے کہ عورتوں کو اپنے پاس سے دینے دیں۔ خواہ پیسہ دو پیسہ ہی دیں۔ اگر کسی عورت کے پاس ایک پیسہ بھی نہیں تو وہ اپنے خرچ سے بچا کر دے۔ مگر اپنے پاس سے دے۔ مرد سے لیکر نہ دے۔ زمیندار عورتیں عموماً شکایت کیا کرتی ہیں۔ کہ مرد انہیں کچھ نہیں دیتے وہ کس طرح چندہ دیں۔ میں کہتا ہوں۔ اپنے پاس سے دو۔ مرد کی جیب سے لے کر نہ دو۔ چٹکی چٹکی آٹے ہی سے بچا کر جو کچھ جمع ہو۔ وہ دو۔ مگر [illegible] دو۔ اور اگر کسی کے پاس کچھ بھی نہیں۔ مگر وہ

خُدا کی راہ میں

دینے کی خواہش رکھتی ہے۔ تو وہ بھی ثواب کی مستحق ہو گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اخلاص دیکھتا ہے۔ یہ نہیں دیکھتا۔ کہ کوئی اس کی راہ میں زیادہ دیتا ہے، یا تھوڑا دیتا ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ کا دین روپوؤں کا ہی محتاج ہوتا۔ تو

آسمان سے تھیلیاں

اُتار تا۔ پس عورتوں کو چاہیئے کہ اپنے پاس سے دیں۔ خواہ وہ کتنا ہی قلیل ہو۔ ہاں اس طرح کیا جاسکتا ہے۔ کہ اگر کوئی بچہ شوق سے دینا چاہے اور اس کے پاس کچھ نہ ہو۔ تو اسے ماں باپ دے دیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ عورتوں کے پچھلے ہی درس میں میں نے دیکھا۔ ایک بچہ نے اپنی ماں سے ایک پیسہ مانگ کر چندہ میں دیا۔ اس سے چندہ میں تو کوئی اضافہ نہ ہوا۔ مگر اس میں اخلاص کی روح پیدا ہو گی ۔

مخالف تو اعتراض کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ احمدی چندے دیتے دیتے اُکتا گئے۔ اور اب چندوں سے بچنا چاہتے ہیں۔ لیکن خدا تعالےٰ نے ہماری جماعت کو جو اخلاص عطا کیا ہے۔ وہ ایسا ہے۔ کہ اس کی نظیر کہیں نہیں مل سکتی۔ میں نے

ایک خاص امر کے متعلق چندہ کی تحریک

کی تھی۔ ابھی میں اسے شائع نہیں کرتا۔ بعد میں شائع ہو جائے گی۔ پندرہ ہزار کے لئے میں نے چند دوستوں کو یہ تحریک کی تھی۔ اور ۵۰۔ ۱۰۰۔ ۲۰۰۔ ۳۰۰ کی رقمیں مقرر کی تھیں۔ میں نے دیکھا ہے۔ اس تحریک کو اتنا مخفی رکھنے کے باوجود چار دوست تو ایسے ہیں۔ جو رقوم بھیجنے کا وعدہ کر چکے ہیں۔ اور بعض نے رقوم بھیج بھی دی ہیں۔ اور ساتھ شکایت بھی کی ہے۔ کہ آپ نے ہمیں کیوں اس تحریک کی خبر نہ دی۔ ان آدمیوں میں سے جنھوں نے روپیہ بھیجنے کا بطور خود وعدہ کیا ہے۔ دو ایک ہی جگہ کے ہیں۔ اور ایسے ہیں جن کے رشتہ داروں کو یہ تحریک بھیجی گئی تھی۔ انھوں نے ان سے سن لی۔ اور اس طرح شرکت اختیار کر لی۔ ممکن ہو سکتا ہے۔ کہ اور بھی ایسے مخلص ہوں جنھیں اس تحریک کا علم نہ ہونے کا دکھ ہو۔ اگرچہ میں نے اخلاص کے لحاظ سے نہیں۔ بلکہ اس لئے کہ سب کے نام اور ان کے حالات سے کہاں مجھے واقفیت ہو سکتی ہے۔ جو نام مجھے یاد آئے۔ اور جن کے حالات کا مجھے علم تھا۔ انھیں لکھا تھا۔ تاہم چونکہ

اس بارے میں شکوہ

پیدا ہوا ہے۔ اس لئے میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ جو دوست اس تحریک میں حصہ لینا چاہیں، وہ مجھے لکھ دیں۔ ان کو بھی شمولیت کا موقعہ دیا جائیگا۔ مجھے ان احباب کے اخلاص کو دیکھ خوشی بھی ہوئی۔ اور ساتھ رشک بھی پیدا ہوا۔ کہ

ایک مخفی تحریک

کی جاتی ہے۔ اس پہ وہ اس لئے خوش نہیں ہوتے۔ کہ انھیں تحریک میں شمولیت کے لئے نہیں کہا گیا۔ بلکہ وہ خود بخود اس میں حصہ لیتے ہیں۔ اور نہ صرف حصہ لیتے ہیں۔ بلکہ شکوہ کے خطوط لکھتے ہیں۔ کہ ہمیں اس قابل کیوں نہیں سمجھا گیا۔ کہ ہمیں بھی اس میں شمولیت کا موقعہ دیا جاتا۔ ایک خط پڑھکر تو بہت ہی لطف آیا۔ جو

ایک طالب علم

نے لکھا۔ وہ لکھتا ہے۔ غیر مبائعین نے ہمارے راستہ میں جو روکیں ڈالی ہیں۔ ان کا مجھ پر یہ اثر پڑا ہے۔ کہ میں ایک سو روپیہ اپنے پاس سے دینے کے لئے تیار ہوں۔ ایک ہزار احمدی ایسے ہوں۔ جو ایک ایک سو روپیہ دیں۔ اور اس طرح

ایک لاکھ روپیہ

جمع کر کے پیغامی فتنہ کو دُور کرنے پر صرف کیا جائے۔

اس خط کو پڑھکر مجھے

جنگ بدر کا وہ نظارہ

یاد آگیا جس کے متعلق عبدالرحمٰن بن عوف نے بیان کیا۔ کہ اس موقعہ پر میں اپنے دائیں بائیں پندرہ پندرہ سالہ چھوکرے دیکھ کر افسوس کر رہا تھا۔ کہ آج میں کیا لڑونگا جبکہ میرے بازو اس قدر کمزور ہیں۔ میں اسی خیال میں تھا۔ کہ ایک طرف سے ایک لڑکے نے مجھے کہنی مار کر پوچھا۔ چچا! وہ ابوجہل کون ہے۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ دیا کرتا تھا۔ میرا جی چاہتا ہے۔ میں اسے قتل کر دوں۔ ابھی میں اسے جواب نہ دینے پایا تھا۔ کہ دوسرے نے کہنی مار کر کہا۔ مجھے ابوجہل تو دکھائیے۔ میں اس پر حملہ کرنا چاہتا ہوں۔ عبدالرحمٰن بن عوف کہتے ہیں۔ میں ان کے سوال سُن کر سخت شرمندہ ہُوا۔ کیونکہ میرے دل میں بھی اس وقت یہ نہ آیا تھا۔ کہ ابوجہل کو جو لشکر کفار کا کمانڈر انچیف تھا۔ میں قتل کر سکونگا۔ مگر ان بچوں کا یہ حوصلہ تھا۔ کہ ابوجہل سے نچلے درجہ والے کو قتل کرنے کے لئے تیار نہ تھے ۔

طالب علم نے جو خط لکھا ہے۔ یہ بھی

بہت بڑے اخلاص کی علامت

ہے۔ ایک طالب علم کی کیا بساط ہے۔ کہ سو روپیہ چندہ میں دے۔ وہ اپنے آپ کو سخت تنگی میں ڈال لے۔ اپنے کھانے اور کپڑے اور دوسری ضروریات کو بالکل کم کر دے۔ تب ایک عرصہ میں سو روپیہ جمع کر سکتا ہے۔ پھر وہ کسی امیر کا لڑکا نہیں۔ کہ اسے بہت کافی اخراجات ملتے ہیں۔ میں جانتا ہوں۔ معمولی گھرانہ کا لڑکا ہے۔ مگر اس کا خط بتاتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے ہماری جماعت کے بچوں تک کو کیسا اخلاص بخشا ہے۔ میں

دعا

کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ ہماری سب جماعت کو ایسا ہی اخلاص بخشے اور اس اخلاص کے ساتھ اعمال کی بھی توفیق دے ۔

ماریشس میں تبلیغ

آٹھ دس روز سے غیر احمدیوں کے ساتھ احمدیہ مسجد دارالسلام میں گفتگو ہو رہی ہے۔ پہلے تو وہ وفات مسیح پر اور الزام دعوےٰ الوہیت اور رجج وغیرہ کے بارہ میں گفتگو کرتے رہے۔ جن کے تسلی بخش جواب ان کو دئیے گئے۔ تب وہ ایک اور شخص کو جو ہماری مخالفت میں بہت حصہ لیتا ہے۔ اور ہمارے خلاف اس نے انگریزی میں ایک کتاب بھی شائع کی ہے۔ مقابلہ کے لئے بلا لائے۔ ڈاکٹر عبدالحکیم اور محمدی بیگم کی پیشگوئی پر بحث ہوئی۔ اور [illegible]

مَولوی ظفر علی صاحب کو کھُلا چیلنج

مولوی ظفر علی صاحب نے دہلی جانے سے قبل ہندوستان کے طول و عرض میں پھیلانے کی غرض سے ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمائندہ سے کہا تھا ۔

"پنجاب میں ہمارے مخالفین اکثر بڑے بڑے شہروں میں ہمارے مقابلہ میں شکست کا اعتراف کرتے ہیں۔ اور اس وقت لدھیانہ جالندھر۔ امرتسر۔ گوجرانوالہ۔ لائل پور۔ سیالکوٹ۔ راولپنڈی کے لوگ کامل طور پر ہمارے ہم خیال ہیں۔ اور تو اور لاہور ہی میں جو رجعت پسندی کا گڑھ ہے۔ ہم نے اپنے مخالفین کو شکست دی ہے۔"

اگر مولوی صاحب نے یہ بیان دہلی جانے کی خوشی کی ترنگ میں نہیں دیا تھا۔ اور اب دہلی میں خوب آؤ بھگت ہونے کے بعد بھی اس پر قائم ہوں۔ اور اسے سچا سمجھتے ہوں۔ تو ان کا فرض ہے۔ کہ جناب سید حبیب صاحب کے اس چیلنج کو قبول کریں۔ جس کا اعلان ۱۷ اکتوبر کے سیاست میں کیا گیا ہے۔ اور جس میں فیصلہ کی حسب ذیل صورت پیش کی گئی ہے :۔

"اول۔ پنجاب کونسل کا کوئی مسلم رکن مستعفی ہو جائے اور اس کے حلقہ انتخاب میں دوبارہ انتخاب اسی سوال کی بنا پر ہو۔ کہ لوگوں کو نہرو رپورٹ منظور ہے۔ یا نہیں۔ میں ڈاکٹر محمد عالم کو چیلنج کرتا ہوں۔ کہ وہ مستعفی ہو کر ایسے انتخاب کا موقعہ دے ۔

دوم۔ پنجاب بھر کے کسی ڈسٹرکٹ بورڈ کا کوئی ممبر مستعفی ہو جائے اور اس کا انتخاب اسی بنا پر از سر نو عمل میں آئے ۔

سوم۔ پنجاب کے بلدیات میں سے بلدیہ لاہور مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کے کسی حلقہ کا کوئی رکن مستعفی ہو جائے۔ اور نہرو رپورٹ کی مخالفت کو بنا قرار دیکر از سر نو انتخاب عمل میں آئے ۔

چہارم۔ لاہور کے جس حلقہ انتخاب میں مولوی ظفر علی خاں مقیم ہیں میں بھی اسی میں رہتا ہوں۔ لیکن مولوی صاحب مجھ سے دو گنے عرصہ سے یہاں مقیم ہیں۔ اسی محلہ کے رکن بلدیہ سے استعفےٰ لے لیا جائے۔ اور میں اور مولوی صاحب امیدوار بن کر انتخاب میں حصہ لیں۔ اور ہماری کامیابی سے رائے عامہ کا اندازہ لگایا جائے ۔

پنجم:۔ لاہور کے مختلف حلقوں میں جلسے کئے جائیں۔ مخالف اور موافق تقریریں ہوں۔ وقت مقرر ہو۔ تعداد مقررین یکساں ہو۔ اور ہر جلسہ کے بعد صرف اہل محلہ سے رائے لی جائے۔ مخالفین اور موافقین کو علیحدہ کھڑا کیا جائے۔ تاکہ شبہ کا موقعہ باقی نہ رہے۔"

یہ طریق اس بات کے معلوم کرنے کے لئے نہایت آسان ہے۔ کہ مسلمانان پنجاب نہرو کمیٹی کے حامیوں کے ہم خیال ہیں یا ان کے خلاف۔ کیا مولوی ظفر علی خاں اس کے لئے تیار ہونگے۔ اور بار بار جو یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ مسلمانان پنجاب کی اکثریت ان کے ساتھ ہے۔ اور نہرو رپورٹ کی تائید کرتی ہے۔ اس کا معقول ثبوت پیش کریں گے۔ مگر چونکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ [illegible] کے سوا کوئی مسلمان نہرو رپورٹ کی تائید میں نہیں ہے۔ اس لئے امید نہیں مولوی ظفر علی صاحب چیلنج منظور کرنے کی جرأت کریں ۔

میں کیا ہوں؟
اور
کیوں میرے حقوق غصب کئے گئے

میں کیا ہوں کیا آپ مجھ سے واقف نہیں؟ مجھے یقین ہے۔ آپ کا یہ سوال تجاہل عارفانہ ہے۔ والا آپ پر میری حقیقت بخوبی روشن ہے۔ مگر خیر! مجھے اس سے کیا غرض؟ آپ جانتے ہوں! یا ناواقف ہی ہوں۔ میں آپ کو بتلا دوں۔ میں کون ہوں۔ میں خدا تعالےٰ کی مخلوقات میں سے ایک جاندار۔ ذی حس۔ اور اپنے خالق کے نزدیک اشرف المخلوقات کا "نصف بہترین" اور دنیا کی طاقت یعنی مردوں کے لئے ذریعہ مسرت ہوں۔ سن لیجئے۔ مجھ میں صفات ذیل ہیں۔

جان نثار ہوں۔ غمگسار ہوں۔ خدمتگذار ہوں۔ وفاشعار ہوں۔ مستقل مزاج ہوں۔ شیریں مقال ہوں۔ محبت کی پکی اور قول کی سچی ہوں۔ بے ریا اور باحیا ہوں عصمت کی پتلی۔ عفت کی دیوی ہوں۔ زبان سے خاموش مگر آن پر مرمٹنے والی۔ شان قائم کرنے والی۔ ناموس کے پودوں کو جان کی قربانی سے سرسبز کرنے والی۔ مصائب میں ثابت قدم۔ مفلسی میں صابر۔ تکالیف میں شاکر۔ ایذا پر راضی۔ خوف کے وقت نڈر۔ حوادث کے وقت سینہ سپر۔ مشکلات کے وقت مستعد۔ آفات کے وقت چوکس۔ اس پر جور و جفا کے وقت سر تسلیم خم کرنے والی پریشانی خیالات کو بیفکری سے۔ افکار و ہموم کو راحت سے۔ رنج و ملال کو خوشی سے۔ حیرانی و اضطراب کو سکون سے۔ کلفت و انتشار کو شادمانی سے۔ اور محرومی کو کامرانی سے مبدل کرنے والی ہوں۔ میں باپ کی فرمانبردار۔ بھائی کی فداکار۔ شوہر کی غمگسار اور بیٹے کی خدمتگذار ہوں۔ میں ظلم کو۔ ستم کو۔ جفا و جبر کو۔ غضب و تعدی کو۔ ناروا سلوک کو بخندہ پیشانی سہہ کر پھر وفاشعاری کا کامل نمونہ بن کر دکھانے والی ہوں۔ اور ہر تکلیف کے وقت پوری پوری رفاقت کا حق ادا کرنے والی۔ سچی الفت کا دم بھرنے والی ہوں۔

میں نے خولہؓ بن کر بھائی کو دشمنوں سے چھڑایا۔ میں نے ہندہؓ بن کر جنگ یرموک فتح کرائی۔ میں نے ام ابان کی شکل میں شوہر کو جہاد میں بھیجکر تین دن کی عروسی میں بیوگی کا جامہ پہنا۔ ہاں! میری باقی جان نثاریاں اگر یاد نہ ہوں۔ تو نہ سہی مگر نہ بھولے ہونگے آپ میرے صبر و رضا کے اس منظر کو! جو میں نے بیابان غیر ذی زرع میں تپتی زمین اور شعلہ فشاں ریگ میں دکھایا میری دین کے لئے ثابت قدمی بھی کسی طرح قابل فراموشی نہیں۔ میں نے فرعون کے تاج و تخت کی مذہب کے معاملے میں پرواہ نہ کی۔ میں تاج و مملکت کو لات مار کر صرف دین کے لئے حضرت سلیمانؑ کے قدموں میں جھکی۔ دو اونٹوں سے میری ٹانگیں باندھ کر اونٹوں کو بھگا کر مجھے چیر دیا گیا۔ مگر میرے پائے استقلال میں سرِ مو فرق نہ آیا۔ میں سمیہؓ بن کر شہید ہوئی۔ میں نے زینبؓ بن کر کافر کے پتھر سے انتقال کیا۔

میرا شوہر اور دیگر سرپرست میدانِ احد میں شہادت پا گئے۔ مگر ان کا صدمہ میرے قلب پر غالب نہ ہو سکا۔ محض اس لئے اور اس خوشی سے کہ میرا پیارا نبی۔ میرا دینی پیشوا عافیت سے ہے۔

میں ہر قربانی کر سکتی ہوں۔ اور کرتی رہی ہوں۔ میں ہر میدانِ مشکلات کو عبور کر سکتی ہوں۔ اور کرتی رہی ہوں۔ جہاں ہسٹری اپنے کارنامے دکھاتی ہے۔ وہاں میرے ذکر سے بھی مزین ہے۔ لیکن پھر بھی آپ نے مجھے ناچیز۔ نافہم۔ اور ناقص العقل سمجھ رکھا ہے۔ اور یہ کہ میں جاں فروشی اور صدق کی اہلیت نہیں رکھتی۔ کیوں آپ کے دل میں میرے متعلق یہ غلط خیال جاگزین ہو گیا؟ کیا محولہ بالا مثالیں غلط ہیں؟ نہیں اور واقعی نہیں۔ تو پھر فرمائیے۔ میں آپ سے کس طرح کم ہوں۔

میری وفاشعاری۔ ثبات دینی۔ اخلاص مذہبی۔ جرأت و دلیری کی داستان آپ سن چکے۔ اب میرے علم و کمال کا بغور ملاحظہ کیجئے کہ مجھے اس پہلو میں بھی بفضل ایزد بہت کچھ فوقیت حاصل رہی ہے مگر آہ۔ آج آپ کے طفیل میرا سینہ علوم کے پانیوں سے بالکل خشک ہے سنئے۔ میں نے عائشہ صدیقہؓ بن کر آپ کو آدھا دین سکھایا۔ رابعہ بصری بن کر آپ سے زانوئے ادب تہہ کرائے۔ میرا فہم قرآن ایسا تھا۔ کہ میں نے برسوں قرآن کریم ہی کی زبان میں کلام کیا۔ اور اسطرح کلام کیا جس کی مثال مردوں نے آج تک پیش نہ کی۔ میرا علمی ذوق زیب النساء میں ملاحظہ کریں۔

میرا تدبر۔ میری سیاست دانی۔ میری ذہنی فراست۔ نورجہاں رضیہ سلطانہ اور چاند بی بی کے کارناموں میں دیکھئے۔ میری مثالیں لاکھوں ہیں۔ بخوف طوالت اختصار اختیار کیا ہے۔ کہ میں نے جان جوکھوں سے آپ کی خدمت کی۔ اپنی حیات کا ہر حصہ بلکہ ہر لمحہ آپ کی راحت کے لئے وقف کئے رکھا۔ مگر آہ آپ نے اس کا اجر مجھے کیا دیا؟ وائے برحالِ ما

مجھے انتہائی افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ آپ نے مجھے قدردانی کی نگاہوں سے کبھی نہ دیکھا۔ میری ہر قربانی۔ ہر ایثار کو نظر انداز کرنا ہی آپ کا شیوہ رہا۔ مجھے کسی حق کا مستحق نہ سمجھا۔ آخر یہ حق تلفی کس بنا پر ہے۔ میں کس امتحان میں پوری نہیں اتری۔ آپ نے مجھے کونسے میدان میں منہ پھیرتے یا قدم پیچھے ہٹاتے دیکھا؟ کیا میں نے کارہائے نمایاں دنیا کو نہیں دکھائے؟

افسوس! صد افسوس۔ آپ صلے کے عوض ہمیشہ میری پامالی کے درپے رہے۔ مجھے علامہ سے جاہل بلکہ اجہل بنا دیا۔ مجھے دلیر سے ڈرپوک بنا دیا۔ مجھے بلند حوصلگی سے پست حوصلہ کی طرف جھکا دیا میرے فضائل ملیامیٹ کر دئے۔ میرا وقار کھو دیا۔ اور میرے وسیع خیالات کو ہر طرف سے مسدود کر دیا۔

میرے لئے خدا تعالےٰ کے عطا کردہ حقوق آپ کو ایک آنکھ نہ بھلائے میرے پیارے مذہب اسلام نے جو کچھ مجھے عنایت کیا۔ آپ نے سب غصب کر لیا۔ خدائی قانون کی پرواہ نہ کرتے ہوئے دنیاوی حکومت سے میرے حقوق چھیننے کے قانون نافذ کرا لئے۔

عرش اعظم یعنی بارگاہ احدیت سے "لباس لھن" کا حکم نازل ہو کر ہماری توقیر قائم کرنے کا قانون نافذ ہوا۔ مگر آپ نے پرواہ نہ کی "عاشروھن بالمعروف" کا مکرر تاکیدی حکم ہوا مگر آپ بدستور غافل ہیں۔ "ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف" کا فرمان صادر ہوا۔ کہ یہ فرقہ بھی تمہاری مانند ہی میری مخلوق ہے اس کے حقوق اسی طرح ادا کرو جس طرح خود اپنے حقوق کے متمنی ہو۔ ان کی حق تلفیوں سے بچو۔ انہیں کالعدم نہ بنا دو۔ مگر اس قطعی فرمان کی طرف بھی آپ نے کوئی توجہ نہ کی۔

آہ ہمارے والدین نے اپنے بے کس و مسکین جگر گوشوں کا کچھ خیال نہ کیا۔ ہمیشہ بیگاری کے طور پر پرورش کی۔ اور ہماری تخلیق ہمیشہ ناگوار رہی۔ حتٰی کہ خالق کے فرمان "وللنساء نصیب مما ترک الوالدان والاقربون" کو بھی پس پشت ڈالتے ہوئے حکومت دنیوی سے کہہ سن کر ہمیں ترکہ سے بے تعلق کر دیا۔ دربارِ نبوت سے بارہا تنبیہ ہوئی۔ مگر آپ خاطر میں نہ لائے۔ آپ کے اور ہمارے آقا و سردار صلعم روحی فداہ نے فرمایا۔ ایک شخص کے پاس تین دینار تھے۔ اس نے ایک راہِ خدا میں خرچ کیا۔ ایک بیوی پر۔ ایک دیگر مستحق اقرباء پر۔ مگر اس غریب نواز ذات الٰہیہ کو اس کا بیوی پر خرچ کرنا سب سے زیادہ محبوب ہوا۔ غرض ہزاروں طریقوں سے آپ کو خدائی ودیعت پر کاربند ہونے کی تلقین کی گئی۔ مگر آپ نے ہر حکم کی خلاف ورزی کر کے دکھائی۔

سب جانتے ہیں۔ قانون توڑنے والا بھلا آدمی نہیں کہلاتا۔ سوسائٹی اس کو منہ نہیں لگاتی۔ حکومت اس کو باغی گردانتی ہے۔ جب اس خود محتاج اور فانی حکومت کے نزدیک اس کے قانون کو نہ ماننے والا ایسا سرکش ٹھیرایا جاتا ہے، کہ اس کو یوں رسوا کیا جاتا ہے۔ تو بھلا وہ حکومت جو لازوال اور غیر فانی ہے۔ وہ کیونکر تاب لاسکتی ہے۔ کہ اس کے قوانین کی یوں صریح خلاف ورزی ہوتی رہے۔ اور اس کے ایک حصہ بے کس پر مظالم ٹوٹتے رہیں۔ حقوق غصب ہوتے رہیں۔ قدیاں انھیں پامال کر دیں۔ مگر احکم الحاکمین یہ سب کچھ دیکھ کر خاموش رہے؟

پس اس کے دربار سے بھی "عطائے تو بلقائے تو" کا ایکٹ جاری ہو گیا۔ اور آپ بھی انہیں پھندوں میں پھنس گئے۔ جن میں ہم کو پھنسایا۔ کیا اب بھی اس ظلم سے باز نہ آؤ گے۔

فرقہ مظلوم کی طرف سے

امۃ الحفیظ بیگم۔ از مانڈلے

211